جلد ۸ ستمبر ۱۹۶۷ء شمارہ ۹

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

بدل اشتراک
پاکستان و بھارت چھ روپے سالانہ
دیگر ممالک تیرہ شلنگ

فی پرچہ ساٹھ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ستمبر سنہ ۱۹۶۷ء

تبوک ۱۳۴۶ ھش

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ :- چھ روپے ٭ فی پرچہ : ساٹھ پیسے

فہرستِ مضامین

(ناشر:- چوہدری محمد ابراہیم؛ مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ؛ مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شمارہ ۹	ماہنامہ انصار اللہ ربوہ	جلد ۸

ستمبر ۱۹۶۷ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا الٰہی سفرِ یورپ

سفر میں اپنی تمام برکتوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی خاص معیّت

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بفضل اللہ تعالیٰ اپنے الٰہی سفرِ یورپ کی غرض کو بہ تمام و کمال پورا کرنے کے بعد ۲۴ اگست کو مرکزِ سلسلہ میں بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے۔ یہ تاریخی سفر حسب وعدۂ الٰہی عظیم الشان برکتوں کے ظہور کا موجب ثابت ہو کر بحمد اللہ تعالیٰ مشاہدۂ دریائے نور پر منتج ہوا اور اس طرح ہمارے لئے غیر معمولی طور پر ازدیادِ ایمان و ایقان کا باعث بنا۔

قبل اس کے کہ ہم حضور ایدہ اللہ کے سفرِ یورپ کے تعلق میں اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان برکتوں کے ظہور اور ایک موعودہ دریائے نور کے ایمان افروز مشاہدہ کا ذکر کریں امام الزمان سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک پُر معارف تحریر کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔ حضور علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "آئینہ کمالاتِ اسلام" میں روحانی ترقی کے تین مدارج فنا، بقا، اور لقا کا درجہ بدرجہ

ذکر کرنے کے بعد اُس عالی مرتبت انسان کے اوصاف کا بھی ذکر فرمایا ہے جسے عنایتِ الٰہی اپنے بے پایاں فضل و احسان کے نتیجہ میں لقا کا درجہ عطا کرتی ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"لقا کا مرتبہ جب کسی انسان کو میسر آتا ہے تو اُس مرتبہ کی تموّج کے اوقات میں الٰہی کام ضرور اُس سے صادر ہوتے ہیں۔ اور ایسے شخص کی گہری صحبت میں جو شخص ایک حصہ عمر کا بسر کرے تو ضرور کچھ نہ کچھ یہ اقتداری خوارق مشاہدہ کرے گا۔ کیونکہ اس تموّج کی حالت میں کچھ الٰہی صفات کا رنگ ظلّی طور پر انسان میں آجاتا ہے یہاں تک کہ اُس کا رحم خدا تعالےٰ کا رحم اور اُس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات وہ بغیر کسی دُعا کے کہتا ہے کہ فلاں چیز پیدا ہو جائے تو وہ پیدا ہو جاتی ہے اور کسی پر غضب کی نظر سے دیکھتا ہے تو اُس پر کوئی وبال نازل ہو جاتا ہے اور کسی کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مورد رحم ہو جاتا ہے۔ اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کا کُن دائمی طور پر نتیجہ مقصودہ کو بلا تخلف پیدا کرتا ہے ایسا ہی اُس کا کُن بھی اُس تموّج اور مدّ کی حالت میں خطا نہیں جاتا۔ اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اِن اقتداری خوارق کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے کہ یہ شخص شدّتِ اتصال کی وجہ سے خدائے عزّ وجلّ کے رنگ سے ظلّی طور پر رنگین ہو جاتا ہے اور تجلّیاتِ الٰہیہ اُس پر دائمی قبضہ کر لیتے ہیں اور محبوبِ حقیقی حجبِ حائلہ کو درمیان سے اُٹھا کر نہایت شدید قرب کی وجہ سے ہم آغوش ہو جاتا ہے۔ اور جیسا کہ وہ خود مبارک ہے ایسا ہی اس کے اقوال و افعال و حرکات اور سکنات اور خوراک اور پوشاک اور مکان اور زمان اور اس کے جمیع لوازم میں برکت رکھ دیتا ہے۔ تب ہر یک چیز جو اُس سے مس کرتی ہے بغیر اس کے جو یہ دعا کرے برکت پاتی ہے۔ اس کے مکان میں برکت ہوتی ہے، اُس کے دروازوں کے آستانے برکت سے بھرے ہوتے ہیں، اس کے گھر کے دروازوں پر برکت برستی ہے جو ہر دم اس کو مشاہدہ ہوتی ہے اور اُس کی خوشبو اس کو آتی ہے۔ جب یہ سفر کرے تو خدا تعالیٰ مع اپنی تمام برکتوں کے اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جب یہ گھر میں آوے تو ایک دریا نور کا ساتھ لاتا ہے۔ غرض یہ عجیب انسان ہوتا ہے جس کی کُنہ بجز خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۶۸، ۶۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پُر معارف تحریر بہت سے نکاتِ معرفت پر مشتمل ہے اور اس سے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بلند مرتبہ و مقام پر بھی بہت کچھ روشنی پڑتی ہے کیونکہ حضور ایدہ اللہ خلافتِ احمدیہ کی مسندِ جلیلہ پر متمکن ہوتے ہوئے لقا کے درجہ پر فائز اور اس کے ثمرات سے بحمد اللہ بہرہ ور ہیں۔ فی الوقت ان سب نکاتِ معرفت اور خلیفۃ المسیح کی حیثیت میں حضور ایدہ اللہ کے مرتبہ و مقام کی رفعت کو واضح کرنا ہمارے مدِّ نظر نہیں کیونکہ حضور کا مقام احبابِ جماعت پر پہلے ہی واضح ہے۔ البتہ اس مختصر مضمون میں جس خاص امر کی طرف توجہ دلانا ہمارے پیشِ نظر ہے وہ یہ ہے کہ اس اقتباس کے یہ الفاظ کہ ـــــ "جب یہ سفر کرے تو خدا تعالیٰ مع اپنی تمام برکتوں کے اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جب یہ گھر میں آوے تو ایک دریا نور کا ساتھ لاتا ہے" ـــــ حضور ایدہ اللہ کے سفرِ یورپ کے تعلق میں خاص طور پر قابلِ غور ہیں اس لئے کہ ہم عینی شاہد ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس فقرہ میں بیان فرمودہ صداقت کے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے سفرِ یورپ کے ایمان افروز واقعات اس امر کا ایک درخشندہ ثبوت ہیں کہ اس تاریخی سفر میں حسبِ وعدہ خدا تعالیٰ مع اپنی تمام برکتوں کے حضور کے ساتھ تھا اور جب حضور بفضل اللہ تعالیٰ اس سفر کی غرض و غایت کو پورا کرنے کے بعد کامیاب و کامران بخیریت تمام واپس تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور فتح و ظفر کا ایک دریائے نور ساتھ لے کر آئے اور ہمارے سینہ و دل ہی نہیں ہمارے وجود کا ذرّہ ذرّہ اس نور سے منور ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

حضور ایدہ اللہ کے سفرِ یورپ کے تعلق میں اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی برکتوں اور دریائے نور کے عظیم الشان ظہور کی کیفیت کا اندازہ لگانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس امر پر غور کریں کہ کس غرض کے پیشِ نظر حضور نے یہ تبلیغی سفر اختیار فرمایا اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں وہ کس شان سے پوری ہوئی۔ وہ غرض کیا تھی؟ اس کو خود حضور ایدہ اللہ نے سفرِ یورپ پر روانہ ہونے سے قبل ۲۳ جون ۱۹۶۷ء کے خطبہ جمعہ میں واضح فرما دیا تھا حضور نے فرمایا:۔

"وہ پیغام جو حقیقۃً خدا کا پیغام ہے جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی طرف لیکر آئے اسے دنیا اب بھول چکی تھی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل کی حیثیت سے دنیا پر ظاہر ہوئے وہ پیغام دنیا کو پہنچایا، اسی غرض سے آپ کی بعثت ہوئی ـــــ سو یہ پیغام صحیح طور پر اور ایسے رنگ میں کہ وہ قومیں اس پیغام کو سمجھنے لگیں اُن تک پہنچانا اس سفر کی غرض ہے اور یہی ایک مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر

توفیق دے تو ایسے رنگ میں اُن کو پیغام پہنچا دیا جائے کہ اُن پر اتمام حجت ہو جائے۔ کیونکہ جب تک کسی قوم پر اتمام حجت نہ ہو وہ انذاری پیشگوئیاں پوری نہیں ہوا کرتیں جو ان کے انکار کی وجہ سے ان کے حق میں خدا تعالیٰ نے قبل از وقت اپنے رسول کو دی ہوں۔ خدا کرے کہ وہ انذار، وہ تنبیہ، وہ جھنجھوڑنا میرے لئے ممکن ہو جائے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو پہنچانا صحیح رنگ میں اور مؤثر طریق پر ممکن ہو جائے تا کہ یا تو وہ اسلام کی طرف مائل ہوں، ایک خدا کو ماننے لگیں، توحید کو پہچاننے لگیں، اللہ تعالیٰ کو ایک اپنی ذات میں اور ایک اپنی صفات میں سمجھنے لگیں جس رنگ میں کہ اسلام نے اللہ تعالیٰ کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور یا پھر ایسے رنگ میں اُن پر اتمام حجت ہو جائے کہ وہ انذاری پیشگوئیاں جن کو پڑھ کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور جن کا تعلق تمام منکرین اسلام سے ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی ہیں وہ اتمام حجت کے بعد اُن کے حق میں پوری ہوں تا اسلام اور مذاہب عالم کے درمیان جو فیصلہ ہونا مقدر ہے وہ جلد ہو جائے اور دنیا یا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمت کے سایہ میں آ کر بچ جائے یا خدائی قہر کی تپش میں جا کر ہلاک ہو جائے اور اس قضیہ کا فیصلہ ہماری زندگی میں ہی ہو جائے کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے۔" (الفضل ۲ر جولائی ۱۹۶۷ء)

یہ تھی وہ عظیم الشان غرض جس کے پیش نظر حضور نے یہ للّٰہی سفر اختیار فرمایا۔ اِس غرض کا پورا ہونا بجز خدائی تائید و نصرت کے ہرگز ممکن نہ تھا۔ حضور تو خدائی منشاء اور وحی ترتیب کے ماتحت یہ عزم لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق ملنے پر صرف سفر اختیار فرما سکتے تھے اِس سے زیادہ حضور کے اختیار میں کچھ نہ تھا سو اغراضِ سفر کی تکمیل کے لئے حضور نے اپنے قادر و عزیز خدا پر بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے یہ سفر اختیار فرمایا اور یورپ تشریف لے گئے۔ وہ قادر و عزیز خدا جس کی دی ہوئی توفیق سے حضور نے یہ سفر اختیار فرمایا تھا اور جو حسبِ وعدہ مع اپنی تمام برکتوں کے اِس سفر میں حضور کے ساتھ تھا اُس نے اپنے فضل سے اغراضِ سفر کو پورا کر دکھایا اور اِس شان سے پورا کر دکھایا کہ خود یورپ کے نامور اور با اثر اخبارات نے اِن اغراض کے بہ تمام و کمال پورا ہونے پر مُہر تصدیق ثبت کی۔ حضور فرینکفورٹ، زیورک، ہیگ، ہیمبرگ، کوپن ہیگن، لندن، گلاسگو، بریڈفورڈ، ہڈرزفیلڈ وغیرہ مقامات میں سے جہاں کہیں بھی تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت نمائی سے وہاں کے پریس، ریڈیو اور ٹیلیویژن سروسز کو اِس کام پر لگا دیا کہ وہ خود اس کے مقرر کردہ خلیفۂ برحق کی آواز کو یورپ کے کروڑوں عوام تک پہنچانے

میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ چنانچہ مختلف استقبالیہ تقاریب میں حضور کی تقاریر، پریس کانفرنسوں نیز ریڈیو اور ٹیلیویژن ملاقاتوں کی تفصیلی رپورٹیں اس کثرت سے شائع اور نشر ہوئیں کہ یورپ کی عیسائی اور دہریہ اقوام تک خود حضور ہی کے الفاظ اور خود حضور ہی کی آواز میں اسلام کا پیغام اور آنے والی ہولناک تباہی پر مشتمل انتباہ پوری شرح وبسط کے ساتھ پہنچ گیا اور ان پر حجت تمام ہوئے بغیر نہ رہی۔

ان تقاریر اور پریس کانفرنسوں وغیرہ کا اجمالی ذکر اور گاہے گاہے کسی قدر تفصیل روزنامہ الفضل میں شائع ہوتی رہی ہے۔ ذیل میں ہم حضور کی اس معرکۃ الآراء انگریزی تقریر کے بعض اقتباسات کا اردو ترجمہ ہدیۂ قارئین کرتے ہیں جو حضور نے ۲۸ جولائی کو وانڈزورتھ ٹاؤن ہال لندن میں وانڈزورتھ کے میئر، برطانوی پارلیمنٹ کے بعض ممبران اور دیگر معززین شہر کی موجودگی میں فرمائی۔ حضور نے تقریر کے آغاز میں فرمایا:۔

"آج دنیا تباہی کے کنارے کھڑی ہے۔ اس تعلق میں میں آپ کے لئے اور یورپ کے تمام دوسرے باشندوں کے لئے فوری اہمیت کا ایک نہایت ضروری پیغام لے کر آیا ہوں۔ موقع کی مناسبت سے میں اس پیغام کو اختصار کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔

میرا پیغام بنی نوع انسان کے لئے صلح، امن اور امید کا پیغام ہے۔ میں قوی امید رکھتا ہوں کہ آپ پوری توجہ سے میری باتوں کو سنیں گے اور کھلے دل اور روشن دماغ کے ساتھ ان پر غور کریں گے۔" (بحوالہ ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۶۷ء)

اس کے بعد حضور نے آسمانی پیشگوئیوں کے بموجب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور غلبۂ اسلام کے متعلق آسمانی بشارتوں کا کسی قدر تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد علی الخصوص پہلی جنگِ عظیم، زار کی حالتِ زار، روس میں کمیونزم کے پھیلنے اور دوسری عالمگیر جنگ سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور پھر آئندہ تیسری عالمگیر جنگ کی شکل میں رونما ہونیوالی ہولناک تباہی کا ذکر کرنے کے بعد واضح فرمایا کہ اسلام کا عالمگیر غلبہ تیسری عالمگیر جنگ کے بعد رونما ہونا مقدر ہے۔ چنانچہ حضور نے تیسری عالمگیر جنگ کی شکل میں رونما ہونے والی انتہائی ہولناک اور عدیم النظیر تباہی سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اور زیادہ وسیع پیمانہ پر چھڑنے والی ایک تیسری عالمگیر

جنگ کی بھی خبر دی تھی جو پہلی دونوں جنگوں سے کہیں زیادہ تباہ کن ثابت ہونی ہے۔ یہ جنگ دو متحارب طاقتوں کے مابین اس قدر اچانک اور برق رفتاری سے شروع ہو گی کہ ہر کوئی دم بخود ہو کر رہ جائے گا۔ آسمان سے آگ برسے گی، زمین جھلس دینے والے شعلوں سے گھر جائے گی، اور ہر طرف موت کا بازار گرم ہو گا۔

جدید تہذیب کی عمارت منہدم ہو جائے گی اور اس کے ساتھ دونوں متحارب طاقتیں کالعدم ہو جائیں گی۔ یعنی روس اور اس کے ساتھی نیز امریکہ اور اس کے حلیف دونوں تباہی کی نذر ہوئے بغیر نہ رہیں گے۔ ان کی طاقت نابود، ان کی تہذیب و ثقافت برباد اور ان کے نظام درہم برہم ہو جائیں گے۔ جو بچ رہیں گے وہ دم بخود اور ششدر رہ جائیں گے۔ اگرچہ دونوں گروہ تباہی سے ہم آغوش ہوئے بغیر نہ رہیں گے تاہم مغربی طاقتوں کی نسبت روس اپنی آبادی کے لحاظ سے جلد دوبارہ سنبھلنے اور بحال ہونے کے قابل ہو جائے گا۔ بڑی وضاحت سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس ملک کی آبادی جلد ہی پھر بڑھ جائے گی۔ وہاں کے رہنے والے اپنے خالق سے صلح کر لیں گے اور اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ وہ قوم جو زمین سے خدا کا نام اور آسمان سے اُس کا وجود مٹانے کی شیخیاں مار رہی ہے حلقہ بگوشِ اسلام ہو کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آ کر اللہ تعالیٰ کی توحید پر پختگی سے قائم ہو جائے گی۔

شاید آپ اسے ایک افسانہ سمجھیں۔ مگر وہ جو اس تیسری عالمگیر تباہی سے بچ نکلیں گے اور زندہ رہیں گے وہ یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور جو کچھ میں نے اب کہا ہے وہ اس کی تصدیق کریں گے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں اور اُس قادر و توانا کی باتیں ہمیشہ پوری ہوتی ہیں۔ دنیا کی کوئی طاقت انہیں پورا ہونے سے روک نہیں سکتی۔

پس تیسری عالمگیر تباہی کی انتہاء اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتداء ہو گی۔ اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام دنیا میں پھیلنا شروع ہو گا اور لوگ بڑی تعداد میں اس کی صداقت کو قبول کریں گے۔ اور وہ جان لیں گے کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور یہ کہ انسان کی نجات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔"

(ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۶۷ء)

اس کے بعد حضور نے آنے والی انتہائی ہولناک تباہی سے بچنے اور محفوظ رہنے کے طریق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :-

"اسلام کے غلبہ کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ گو ابھی یہ آثار دھندلے ہیں لیکن اب بھی انہیں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اسلام کا سورج بالآخر اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ ظاہر ہوگا اور دنیا کو منور کرے گا لیکن ایسا ہونے سے قبل ضروری ہے کہ دنیا ایک اور عالمگیر تباہی میں سے گزرے، ایک ایسی تباہی میں سے جو قیامت کا نمونہ ہوگی اور جس میں اس قدر انسانی جانیں تلف ہوں گی کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک ایسی تباہی ہوگی جو بنی نوع انسان کو جھنجھوڑ کر پاک و صاف کر دے گی۔

لیکن اے صاحبو! ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی دوسری پیشگوئیوں کی طرح ایک انذار کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا پورا ہونا التواء میں ڈالا جا سکتا ہے بشرطیکہ انسان اپنے رب کی طرف رجوع کرے۔ وہ خدائی غضب سے بچ سکتا ہے اگر وہ دولت، طاقت اور ذاتی عظمت کے جھوٹے خداؤں کی پرستش چھوڑ کر اپنے رب سے حقیقی تعلق قائم کر لے۔ فسق و فجور سے باز آ جائے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے لگے اور بنی نوع انسان کی سچی خیر خواہی کو اپنا شعار بنائے۔ مگر اس کا انحصار تو اُن قوموں پر ہے جو دنیا پر چھائی ہوئی ہیں اور جو اس وقت طاقت اور دولت اور عظمت کے نشے میں مست ہیں۔ کیا وہ اس سرمستی اور سرشاری سے چھٹکارا حاصل کرنے پر آمادہ ہیں؟ کیا وہ روحانی سرور اور لذت کی خواہاں ہیں؟ ——— اگر نہیں تو خدا کا قہر ان پر نازل ہوگا اور ضرور ہوگا۔ اگر ان قوموں نے بُرے اطوار نہ بدلے اور ہٹ دھرمی سے باز نہ آئیں تو دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی مصنوعی خدا موعودہ تباہی کے خلاف ان کے کسی کام نہ آئے گا اور ان کی مدد نہیں کر سکے گا۔

پس اپنے پر اور اپنی نسلوں پر رحم کریں اور خدا کی آواز کو سنیں جو رحمٰن اور رحیم خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے اور صداقت کو قبول کرنے کی جرأت اور اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع اور توفیق عطا کرے۔" (ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۶۷ء)

اپنی اس معرکۃ الآراء تقریر میں جو پینتالیس ۴۵ منٹ تک جاری رہی حضور ایدہ اللہ نے اہلِ

انگلستان تک اسلام کا پیغام پہنچانے، موعودہ غلبۂ اسلام سے قبل رونما ہونے والی ہولناک تباہی سے خبردار کرنے اور اس سے بچنے کے طریق کو واضح کرنے کے بعد آخر میں اہلِ انگلستان پر واضح فرمایا کہ اب یہ ان کے اختیار میں ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اسلام کی عافیت بخش آغوش میں آکر اور اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کرکے اپنے آپ کو آنے والی تباہی سے بچالیں اور اگر چاہیں تو خدا تعالیٰ سے دُور لے جانیوالی موجودہ راہوں پر ہی گامزن رہ کر اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو مکمّل تباہی کے حوالہ کر دیں۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:۔

"جب سے یہ پیشگوئیاں منظرِ عام پر آئی ہیں مذہبی دنیا کا نقشہ ہی بدل گیا ہے۔ افریقہ کا وسیع برّاعظم عیسائیت کی صفوں میں شامل ہونے کی بجائے اب اسلام کے جھنڈے تلے آ رہا ہے۔ برصغیر میں یہ حالت ہے کہ بڑے بڑے پادری بھی ناتجربہ کار نوعمر احمدیوں تک سے بات کرتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ مکّہ پر عیسائیت کا جھنڈا لہرانے کا خواب نہ اب تک شرمندۂ معنی ہوا ہے اور نہ آئندہ کبھی ہوگا۔

حسب پیشگوئی اسلام کے عالمگیر غلبہ کے آثار روز بروز نمایاں سے نمایاں تر ہوتے جا رہے ہیں۔ جیساکہ مَیں بتا چکا ہوں ایک تیسری عالمگیر تباہی کی بھی خبر دی گئی ہے جس کے بعد اسلام پوری شان کے ساتھ دنیا پر غالب آئے گا۔ لیکن مَیں نے ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ توبہ کرنے اور اسلام کی بتائی ہوئی نیکی کی راہیں اختیار کرنے سے یہ تباہی ٹل بھی سکتی ہے۔ اب یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ اپنے خدا کی معرفت حاصل کرکے اور اس سے سچا تعلق پیدا کرکے خود کو اور اپنی نسلوں کو اس تباہی سے بچالیں یا خدا تعالیٰ سے دوری کی راہیں اختیار کرکے خود اور اپنی نسلوں کو مکمّل تباہی اور ہلاکت کے حوالہ کر دیں۔ ڈرانے والے مقدس انسان (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر آپ کو ڈرایا ہے اور اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا فرض ادا کرنے کی ہمت و طاقت اور توفیق عطا فرمائے۔"

(ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۶۷ء)

حضور ایدہ اللہ کی یہ معرکۃ الآراء تقریر جو حضور نے سفرِ یورپ کے دَوران خاص خدائی القاء کے تحت رقم فرمائی تھی اس قدر محویت کے عالم میں سُنی گئی کہ سامعین پر ایک سکتہ کا عالم طاری تھا۔ تقریر

کے دَوران سامعین ہمہ تن گوش بن کر ٹکٹکی باندھے حضور کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ہر شخص جس حال میں بیٹھا تھا آخر تک اسی طرح بیٹھا رہا اور کسی نے پہلو تک نہیں بدلا۔ ایک شخص کی محویت کا یہ عالم تھا کہ تمام وقت وہ حیرت زدہ ہو کر تقریر کے اختتام تک حضور کی طرف اس حال میں متوجہ رہا کہ حیرت کے باعث اس کا مُنہ کھُلا ہوُا تھا۔ الغرض سب ہی تقریر سے بے حد متاثر نظر آتے تھے۔ حضور نے فرینکفرٹ، زیورک، ہیگ، ہیمبرگ، کوپن ہیگن اور گلاسگو میں بھی پریس کانفرنسوں نیز ریڈیو اور ٹیلیویژن انٹرویوز کے دَوران اسلام کا پیغام پہنچانے اور آنے والی ہولناک تباہی سے انہیں خبردار کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ اس طرح یورپ کے اخبارات نیز وہاں کے ریڈیو اور ٹیلیویژن اسٹیشن ڈیڑھ ماہ تک اِس پیغام اور انتباہ سے گونجتے رہے اور وہاں کے کروڑوں باشندوں پر حجت تمام ہوئے بغیر نہ رہی۔

اب کون کہہ سکتا ہے کہ سفرِ یورپ کی وہ اصل اور بنیادی غرض جس کا ذکر حضور نے ۲۳ جون ۱۹۶۷ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا پوری نہیں ہوئی۔ یہ غرض پوری ہوئی اور بفضل اللہ تعالیٰ بڑی شان سے پوری ہوئی اور اِس لئے پوری ہوئی کہ خدا تعالیٰ مع اپنی تمام برکتوں کے اس سفر میں حضور کے ساتھ تھا۔ اس نے اپنی قدرت نمائی سے عظیم الشان برکتوں کے ظہور کے ذریعہ اپنی معیت کا خود ثبوت بہم پہنچایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سفر کی اِس بنیادی اور اصل غرض کی تکمیل کے سامان معجزانہ طور پر بہم پہنچانے کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے حضور ایدہ اللہ کے سفرِ یورپ کو اَور کئی عظیم الشان برکتوں سے نوازا۔ ان میں سے ایک ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں مسجد نصرت جہاں کا نہایت درجہ کامیاب افتتاح ہے۔ حضور نے سکنڈے نیویا بھر میں اِس سب سے پہلی مسجد کا افتتاح ۲۱ جولائی ۱۹۶۷ء کو جمعہ کے روز فرمایا۔ نہ صرف یہ کہ افتتاحی تقریب میں غیر ملکی سفیروں، کوپن ہیگن کی چوٹی کی شخصیتوں، ڈنمارک کے دانشوروں اور عوام نے سینکڑوں کی تعداد میں شرکت کی بلکہ وہ حضور کی تقدس مآب شخصیت اور تقریب کے روحانی ماحول سے اِس قدر متاثر ہوئے کہ ان میں سے بعض نے اِس تقریب میں شرکت کو ایک دل موہ لینے والے عظیم تجربہ سے تعبیر کیا۔ پھر ڈنمارک ہی نہیں ناروے اور سویڈن کے قریباً سب ہی اخباروں نے اِس مسجد پر نہایت زوردار نوٹ لکھے اور وہاں اِس مسجد کا اِس قدر چرچا ہوُا کہ سوا بجے بعد دوپہر افتتاح کے بعد رات کے ایک بجے تک لوگ بڑی کثرت سے مسجد کو دیکھنے کے لئے آتے رہے گویا زائرین کا تانتا بندھا رہا۔ اس کے بعد سے وہاں اسلام کے حق میں ایک ہلچل سی مچی ہوئی ہے اور لوگ اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے برابر مسجد اور مشن ہاؤس میں چلے آ رہے ہیں۔

اسی پر بس نہیں ڈنمارک کے ٹیلیویژن والوں نے افتتاحی تقریب کی جو فلم تیار کی تھی وہ نہ صرف ڈنمارک میں ہی ٹیلیویژن پر دکھائی گئی بلکہ متعدد دوسرے ممالک نے بھی یہ فلم حاصل کرکے اسے اپنے ہاں ٹیلیویژن پر دکھایا اور عوام کے مطالبہ پر ان ممالک میں اس کی بار بار نمائش ہوتی رہی۔ چنانچہ ایک مصدقہ اطلاع کے مطابق سعودی عرب میں دو مرتبہ مسجد نصرت جہاں کی افتتاحی تقریب کی فلم ٹیلیویژن پر دکھائی گئی اور وہاں کے لاکھوں عوام نے ٹیلیویژن پر حضور ایدہ اللہ اور مسجد نصرت جہاں کی زیارت کی۔ اسی طرح مغربی جرمنی میں بھی وہاں کے لاکھوں باشندوں نے ٹیلیویژن پر افتتاحی تقریب کے مناظر دیکھے، مراکش کے متعلق اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں ریڈیو نے تین مرتبہ کوپن ہیگن میں مسجد نصرت جہاں کے افتتاح کی خبر نشر کی۔ اس طرح یورپ، افریقہ اور مشرق وسطی کے متعدد ممالک میں وہاں حضور ایدہ اللہ کی تشریف آوری اور مسجد کے افتتاح کا نہایت وسیع پیمانہ پر چرچا ہوا۔ مسجد کے افتتاح کا اتنا وسیع چرچا اور ڈنمارک کے عوام کی طرف سے اسلام میں اتنی گہری دلچسپی کا اظہار سفرِ یورپ میں مع اپنی تمام برکتوں کے اللہ تعالیٰ کی خاص معیّت کا ایک اور درخشندہ ثبوت ہے۔ یہ مقبولیت، یہ چرچا اور یہ اشاعت خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت اور اس کی عطا کردہ خارق عادت برکت کے بغیر میسّر آ ہی نہ سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس غیر متوقع اور اَنہونی بات کو منصۂ شہود پر لا کر اپنی معیّت کا ناقابل تردید ثبوت بہم پہنچایا اور ثابت کر دکھایا کہ مَیں نے ہی اپنے اس بندہ کو مسندِ خلافت پر متمکن کیا ہے اور مَیں ہی اسے قدم قدم پر کامیابی سے ہمکنار کرتا چلا آ رہا ہوں۔

پھر اور کئی عظیم الشان برکتیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے حضور ایدہ اللہ کے سفرِ یورپ کو نوازا۔ ان عظیم الشان برکتوں میں یورپ کے پادریوں کو دعوتِ مقابلہ، بارہ پادریوں کے ایک وفد کے ساتھ نہایت درجہ کامیاب تبلیغی گفتگو، یورپ کے مبلّغین اسلام کی کانفرنس کا انعقاد اور اس میں حضور کی شرکت، لندن میں احمدیہ مشن ہاؤس کا سنگِ بنیاد، گلاسگو میں مسجد کی تعمیر کے لئے زمین خریدنے کے انتظامات نیز جماعتِ احمدیہ انگلستان کے جلسۂ سالانہ میں حضور کا پُر معارف تفصیلی خطاب اور زرّیں نصائح وغیرہ شامل ہیں۔ حضور کے سفرِ یورپ کو اللہ تعالیٰ نے جن عظیم الشان برکتوں سے نوازا وہ تعداد میں اتنی زیادہ اور ان کی تفصیلات اتنی ایمان افروز ہیں کہ ایک ضخیم کتاب ہی ان کے تفصیلی ذکر کی متحمل ہو سکتی ہے۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے حضور ایدہ اللہ کے سفرِ یورپ کے تعلق میں اپنے اس وعدہ کو بڑی شان اور آب و تاب کے ساتھ پورا کر دکھایا کہ جب اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص بندہ جو لقاء کے درجہ پر فائز ہو سفر کرتا ہے تو مع اپنی تمام برکتوں کے خدا اُس کے ساتھ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور ایدہ اللہ کے سفرِ یورپ کے دوران جہاں ایک طرف خدا تعالیٰ کی

معیت کے طفیل عظیم الشان برکتوں کا ظہور عمل میں آیا وہاں دوسری طرف حضور جب یورپ کو اسلام کے
بے مثال و لازوال نور سے متعارف کرانے اور اہلِ یورپ پر اتمامِ حجت کرنے کے بعد کامیاب و کامران
واپس تشریف لائے تو خدائی وعدہ کے بموجب ایک نور کا دریا اپنے ساتھ لائے۔ ہم میں سے کون ہے
جس نے نور کا وہ دریا نہیں دیکھا اور اس سے جی بھر کر متمتع نہیں ہوا۔ ہم میں سے ہر ایک شاہد ہے اور گواہ ہے
اس دریائے نور کے ظہور پر۔ وہ نور تھا اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے اُن مہتم بالشان نشانوں کا جو خدا نے
حضور کے یورپ میں قیام کے دَوران وہاں ظاہر فرمائے۔ وہ نور تھا اُن آسمانی برکتوں کا جو خدا تعالےٰ کی
معیت کے طفیل وہاں ظہور میں آئیں اور جن کے نتیجہ میں انتہائی مخالف حالات کے باوجود اسلام کا پیغام بڑی
کامیابی کے ساتھ یورپین اقوام تک پہنچا اور اُن پر حجت پوری ہوئی۔ پھر وہ نور تھا اُن دعاؤں کی قبولیت
کا جو حضور ایدہ اللہ نے خود اور احباب جماعت نے ان ایام میں سفرِ یورپ کی کامیابی اور حضور کی کامیاب و
بامراد واپسی کے لئے خدائے مجیب کے حضور مانگیں۔ اور پھر وہ نور تھا غلبۂ اسلام کی ان بشارتوں کا جو
خاص سفرِ یورپ کے دَوران حضور کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ الہام اور بذریعہ رؤیا و کشوف ملیں۔ اور یقیناً
وہ نور تھا اُن عدیم النظیر پدرانہ محبتوں اور شفقتوں کا جن سے سفرِ یورپ کے دَوران حضور نے اپنے مہجور
خدام کو اس شان سے نوازا کہ بس نوازتے ہی چلے گئے۔

جب حضور واپس تشریف لائے تو یہ سارے نور خداداد قوتِ قدسی کے ساتھ حضور کی ذاتِ ستودہ صفات
میں مجتمع ہو کر ایک دریائے نور کی شکل میں بہتے ہوئے نظر آئے۔ احباب اِن آسمانی نوروں کی فراوانی کو دیکھ کر
فرطِ مسرت سے جھوم اُٹھے اور انہوں نے کیف و سرور کے عالم میں ایسے والہانہ طریق پر حضور کا خیر مقدم
کیا جو اپنی مثال آپ تھا۔ اُس وقت بارش کی طرح برسنے والے انوار کی پاک تاثیرات کو سب نے ہی محسوس
کیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ حضور کی تشریف آوری سے آن کی آن میں دنیا ہی بدل گئی ہے۔ ہزاروں مشتاقانِ
دید کے قلوب و اذہان اور سینے ہی روشن نہیں ہوئے بلکہ پورا ماحول ہی مہبطِ انوارِ الٰہی بنے بغیر نہ رہا۔
ہر طرف نور ہی نور اور سرور ہی سرور نظر آتا تھا۔ اسٹیشن پر احباب حضور کے سراپا نور وجود کی ایک جھلک
دیکھنے کے لئے شمع کے گرد پروانوں کی طرح گرے پڑتے تھے۔ یہ اسی دریائے نور ہی کا فیض تو ہے کہ
حضور کی کامیاب و بامراد مراجعت کے ساتھ ہی حضور کے ایثار پیشہ خدام خدمتِ اسلام کے ایک نئے
جوش، نئے ولولے اور نئے عزم سے سرشار نظر آتے ہیں۔ وہ حضور کی ہر آواز پر لبیک کہنے اور غلبۂ اسلام
کی خاطر ہر قربانی بجا لانے کے لئے تیار ہیں۔

حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہم جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے کیونکہ جہاں اُس نے حضور کے سفرِ یورپ کے

دُوران تمام برکتوں کے ساتھ اپنی خاص معیت کا قدم قدم پر ثبوت دیا وہاں اپنے وعدہ کے مطابق حضور کی مرکزِ سلسلہ میں واپس تشریف آوری پہ ایک دریائے نور بھی جاری کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل و احسان پر ہمارا فرض ہے کہ ہم اِس دریائے نور سے متمتع ہوں اور نسلاً بعد نسلٍ متمتع ہوتے چلے جائیں تا غلبۂ اسلام کے خدائی وعدے جلد پورے ہوں کہ اِس دنیا کو حق و صداقت سے اِس طرح بھر دیں جس طرح سمندر پانیوں سے لبریز ہیں۔ اِس نور سے کما حقہ متمتع ہونے کا طریق یہ ہے کہ ہم خلافت کے ساتھ اپنی وابستگی کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں اور محبت و عشق کے جذبہ سے سرشار ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی اِس طرح اطاعت بجا لائیں کہ آسمان پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی عش عش کر اُٹھیں۔

اے خدا تُو اپنے فضل سے ہمیں اپنے اِس دریائے نور سے نسلاً بعد نسلٍ دائمی طور پر متمتع ہونے اور اطاعت کا اعلیٰ ترین نمونہ پیش کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین اللّٰھم آمین ◆

آفات سے بچنے کا طریق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ سے ڈرنا اور متقی بننا بڑی چیز ہے۔ خدا اس کے ذریعہ سے ہزار آفات سے بچا لیتا ہے۔ بجز اس کے کہ خدا تعالیٰ کی حفاظت اس کے شامل حال ہو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مجھے بلا نہیں پکڑے گی۔ اور کسی کو بھی مطمئن نہیں ہونا چاہیئے آفات تو ناگہانی طور سے آ جاتے ہیں۔ کسی کو کیا معلوم کہ رات کو کیا ہو گا۔ لکھا ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، پہلے بہت روئے اور پھر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا یا عباد اللّٰہ خدا سے ڈرو۔ آفات اور بلیات چیونٹیوں کی طرح انسان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں ۔ ان سے بچنے کی کوئی راہ نہیں بجز اس کے کہ سچے دل سے توبہ استغفار میں مصروف ہو جاؤ۔"

(ملفوظات جلد دہم صک۳۳)

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یاد رکھو بہت سخت دن آنیوالے ہیں جن میں دُنیا کو خطرناک شدائد اور مصائب کا سامنا کرنا پڑیگا

جو مَیں دیکھ رہا ہُوں اگر تم بھی دیکھ لو تو دن رات خدا کے آگے روتے رہو

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئندہ آنے والے ہولناک عذابوں کی خبر دیتے ہوئے ۲۷ر دسمبر ۱۹۰۷ء کو جلسہ سالانہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"یاد رکھو کہ بہت سخت دن آنے والے ہیں جن میں دنیا کو خطرناک شدائد اور مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ عنقریب سخت وبائیں اور طرح طرح کی آفاتِ ارضی و سماوی ظاہر ہونے والی ہیں اور ایک شدید زلزلہ کی بھی خبر دے رکھی ہے جو کہ قیامت کا نمونہ ہوگا اور جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے بَغْتَۃً فرمایا ہے یعنی وہ زلزلہ ناگہانی طور پر آجائے گا۔ ایسے ہی اور بھی بہت سی ڈراونی خبریں خدا تعالیٰ نے دے رکھی ہیں۔ اگر تمہیں اُن باتوں کا پتہ ہو جائے جو مَیں دیکھ رہا ہوں تو سارا سارا دن اور ساری ساری رات خدا تعالیٰ کے آگے روتے رہو۔

دیکھو اِسی ایک مہینہ میں ہی تین زلزلے آچکے ہیں اور یہ سب بطور پیش خیمہ کے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں پہلے تو ٹڈیوں، جوؤں اور مینڈکوں وغیرہ کے عذاب ہی آتے رہے تھے اور مخالفوں نے ان کو ایک قسم کا تماشہ ہی سمجھ رکھا تھا اور اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ ان بدبختوں کو یہ خبر نہ تھی کہ ایک وہ معجزہ بھی ظاہر ہوگا جبکہ اُسے اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ بھی کہنا پڑے گا۔

سو اِس بات کو اچھی طرح سے یاد رکھو کہ اگر ابتدائی منذرات کو عبرت کی نظر سے دیکھو گے اور

خدا تعالیٰ سے ڈر کر استغفار، لاحول اور دوسرے نیک کاموں میں مشغول ہو جاؤ گے تو یہ تمہارے لئے اچھا ہوگا لیکن جو بے پرواہی سے کام لیتا ہے تو آخر کار جب وہ وقت آئے گا تو اُس وقت رونے چلانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا اور آخر کار بڑی ذلت اور نامرادی سے ہلاکت کا مُنہ دیکھنا پڑے گا اور پھر جس دنیا کے لئے دین سے مُنہ موڑا تھا اُس کو بھی بڑی حسرت سے چھوڑنا پڑے گا ......

لیکن ان سب باتوں کے بعد میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی رحمتیں سمندروں سے بھی زیادہ ہیں۔ اگر وہ شدید العقاب ہے تو غفور رحیم بھی تو ہے۔ جو شخص توبہ کرتا اور استغفار اور لاحول میں مشغول ہو جاتا ہے اور دین کو دنیا پر مقدم کر لیتا ہے تو وہ ضرور بچایا جاتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ عذاب آنے سے پہلے ڈرتے ہیں اور خدا کی یاد میں مشغول ہو جاتے ہیں وہ اُس وقت ضرور بچائے جاتے ہیں جبکہ عذاب اچانک آدباتا ہے لیکن جو اُس وقت روتے اور آہ و زاری کرتے ہیں جبکہ عذاب آپہنچتا ہے اور اُس وقت گڑگڑاتے اور توبہ کرتے ہیں جبکہ ہر ایک سخت سے سخت دل والا بھی لرزاں اور ترساں ہوتا ہے تو وہ بے ایمان ہیں وہ ہرگز نہیں بچائے جاتے۔

یہ باتیں جو میں کہہ رہا ہوں میں نہیں جانتا کہ تم میں سے کتنے آدمی ہیں جو سچے دل سے ان باتوں کو مانتے ہیں۔ مگر میں پھر بھی وہی کہتا ہوں کہ یہ دن جو آنے والے ہیں تو یہ نہایت سخت ہیں۔ لوگوں کی بداعتقادیوں اور بدعملیوں نے خدا کے عذاب کو بھڑکا دیا ہے۔ تمام نبیوں نے اس زمانہ کی نسبت پہلے ہی سے خبر دے رکھی ہے کہ اُس وقت ایک مری پڑے گی اور کثرت سے اموات ہوں گی۔ اور پھر حدیثوں میں لکھا ہے کہ یہاں تک خدا کے مسیح کی نظر پہنچ سکے گی کافر تباہ اور ہلاک ہوتے جائیں گے۔ یہ بھی بالکل سچی بات ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جس پر اس کی نظر پڑے گی وہی تباہ ہوتا جائے گا بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ جو اُس کی نظر میں نشانہ بنیں گے وہ تباہ اور ہلاک ہوتے جائیں گے۔ لیکن اب تو تمام دنیا نشانہ بن رہی ہے۔

خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ یعنی تمام جن اور انسان صرف اسی واسطے پیدا کئے گئے تھے کہ وہ خدا تعالیٰ کی معرفت میں ترقی کرتے اور اللہ اور اُس کے رسول کے حکموں پر چلتے۔ مگر اب تم خود سوچ لو کہ کتنے لوگ ہیں جو دینداری سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور دین کو دنیا پر مقدم کر رہے ہیں۔ تم خود کسی بڑے شہر مثلاً کلکتہ، دہلی، پشاور اور لاہور، امرتسر وغیرہ کے چوک میں کھڑے ہو کر دیکھ لو، ہزاروں لاکھوں لوگ اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر دوڑتے پھرتے ہیں مگر اُن کی یہ سب دَوڑ دھوپ محض دنیا کے لئے ہوتی ہے۔ آپ کو بہت تھوڑے ایسے ملیں گے جو

دین کے کام میں ایسی سرگرمی سے مشغول ہوں۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دنیا کی خاطر بڑے بڑے مصائب کا مقابلہ کرتے ہیں مگر دین میں نہایت بودے پائے جاتے ہیں۔ ایک ذرا سے ابتلاء پر جھوٹ جیسی نجاست کو کھانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اور اپنی نفسانی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے کن کن حیلوں سے کام لیتے ہیں کہ گویا خدا ہی نہیں۔ انسان جتنی ٹکریں اپنی بیوی کو خوش کرنے اور اس کی ضروریات اور خواہشات کو پورا کرنے کے لئے مارتا ہے اگر خدا کی راہ میں اتنی کوشش کرے تو کیا وہ خوش نہ ہوگا؟ ہوگا اور ضرور ہوگا۔ مگر کوئی کوشش کرکے بھی دیکھے۔ اگر ایک کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تو محض ایک بچے کی خاطر وہ کیسی کیسی سختیاں جھیلتا ہے اور کس طرح کے وسائل اور تدابیر سے اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور کہاں کہاں خوار ہوتا پھرتا ہے گویا خدا اس کے نزدیک ہے ہی نہیں۔

غرض یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان جب اپنی زندگی کی اصل غرض سے غافل ہو جاتا ہے تو پھر وہ اس قسم کے دھندوں اور بکھیڑوں میں سرگرداں اور مارا مارا پھرتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ جتنی جلدی اس سے ہو سکے خدا سے اپنا تعلق قائم کرے۔ جب تک اس کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا تب تک کچھ بھی نہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر انسان آہستہ آہستہ خدا کی طرف جاتا ہے تو خدا جلدی سے اس کی طرف آتا ہے۔ اور اگر انسان جلدی سے اس کی راہ میں ترقی کرتا ہے تو خدا دوڑ کر اس کی طرف آتا ہے لیکن اگر بندہ خدا سے لاپرواہ بن جائے اور غفلت اور سستی سے کام لے پھر اس کا نتیجہ بھی ویسا ہی ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۶۷ تا ۷۱)

نفسانی جذبات اور خودی سے فنا ہو جاؤ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"دیکھو جب تک انسان اپنے نفسانی جذبات اور خودی سے فنا نہ ہو جائے تب تک خواہ الہام بھی ہو اور کشوف بھی دکھائے جاویں مگر کسی کام کے نہیں ہیں کیونکہ بجز اس کے کہ خدا میں اپنے آپ کو فنا کر دیا جاوے یہ امور عارضی ہوتے ہیں اور دیرپا نہیں ہوتے اور ان کی کچھ بھی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۹۵)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

أَتَطْلُبُ عَيْشَهَا وَالْعَيْشُ فَانِي

(کیا تو اِس دنیا کے عیشوں کو ڈھونڈتا ہے اسکے عیش فانی ہیں)

وَكُلُّ النُّورِ فِي الْقُرْآنِ لٰكِنْ　　يَمِيلُ الْهَالِكُونَ إِلَى الدُّخَانِ

اور تمام اور ہر یک قسم کے نور قرآن ہی میں ہیں مگر مرنے والے دھوئیں کی طرف دَوڑتے ہیں۔

بِهٖ نِلْنَا تُرَاثَ الْكَامِلِينَا　　بِهٖ سِرْنَا إِلٰى أَقْصَى الْمَعَانِي

ہم نے اس کے وسیلے سے کاملوں کی وراثت پائی۔ ہم نے اس کے وسیلہ سے حقیقتوں کے آخر تک سَیر کی۔

فَقُمْ وَاطْلُبْ مَعَارِفَهٗ بِجُهْدٍ　　وَخَفْ شَرَّ الْعَوَاقِبِ وَالْهَوَانِ

پس اُٹھ اور کوشش کے ساتھ اس کے معارف طلب کر اور انجامِ بد اور ذلّت کی بدیوں سے خوف کر

أَتَخْطُبُ عِزَّةَ الدُّنْيَا الدَّنِيَّةِ　　أَتَطْلُبُ عَيْشَهَا وَالْعَيْشُ فَانِي

کیا تُو اِس دنیا ناکارہ کی عزتوں کا طالب ہے۔ کیا تُو اس دنیا کے عیشوں کو ڈھونڈتا ہے اور اسکے تمام عیش فانی ہیں۔

عَلٰى بُسْتَانِ هٰذَا الدَّهْرِ فَأْسٌ　　فَكَمْ شَجَرٍ يُجَاحُ مِنَ الْأَهَانِ

اِس دنیا کے باغ پر تبر رکھا ہے۔ سو بہت سے درخت جڑ سے اکھیڑے جا رہے ہیں۔

وَكَمْ عُنُقٍ تُكَسِّرُهَا الْمَنَايَا　　وَكَمْ كَفٍّ وَكَمْ حُسْنِ الْبَنَانِ

اور موتیں بہت سی گردنوں کو توڑ رہی ہیں اور بہت ہتھیلیاں اور بہت سی خوبصورت پوریں ٹوٹی چلی جاتی ہیں۔

وَإِنِّيْ نَاصِحٌ خِلٌّ أَمِيْنٌ　　وَيَدْرِيْ نُوْرَ عِلْمِيْ مَنْ يَرَانِيْ

اور میں ایک نصیحت دینے والا دوست اور امین ہوں۔ اور جو شخص مجھے دیکھے وہ میرے نورِ علم کو معلوم کر لیگا۔

(نور القرآن حصہ اوّل)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے
نہ پندارم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکارے

بے نیاز اور قہار خدا سے ڈرو۔ میں نہیں سمجھتا کہ متقی اور صالح انسان کبھی خسارے یا نقصان میں رہتا ہے

مرا باور نمی آید کہ رسوا گردد آں مردے
کہ مے ترسد ازاں یارے کہ غفار ست و ستارے

مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ شخص جو خدائے غفار و ستار سے ڈرتا ہے وہ اس دنیا میں رسوا ہو۔

گراں چیزے کہ مے بینیم عزیزاں نیز دیدندے
ز دنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے

وہ چیز جسے میں دیکھ رہا ہوں اگر دوسرے لوگ بھی اسے دیکھتے تو دنیا سے رو رو کر اور خون کے آنسو بہا بہا کر توبہ کرتے۔

خورِ تاباں سیہ گشت است از بدکاری مردم
زمیں طاعوں ہمے آرد پئے تخویف و انذارے

لوگوں کی بدکاری سے چمکتا ہوا سورج بھی تاریک ہوگیا ہے اور زمین ڈرانے اور خوف دلانے کے لئے طاعون کو دعوت دے رہی ہے

بہ تشویشِ قیامت ماند ایں تشویش گر بینی
علاجے نیست بہرِ دفعِ آں جز حُسن کردارے

اگر تو دیکھے تو یہ مصیبت قیامت کی مصیبت سے کسی طرح کم نہیں ہے اسکے دور کرنے کا علاج بجز نیک اعمال کے اور کچھ نہیں۔

نشاید تافتن سر زاں جنابِ عزت و غیرت
کہ گر خواہد کشد در یکدمے چوں کرمِ بیکارے

اس عزت اور غیرت والی بارگاہ سے سرکشی نہیں کرنی چاہیئے۔ اگر وہ چاہے تو ایک دم میں کیڑے کی طرح تجھے فنا کر سکتا ہے۔

من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہرِ ایں روز است اے دانا و ہشیارے

یہ بات میں نے ازراہ ہمدردی کہی ہے تو خود بھی اس پر غور کر۔ اے دانا اور سمجھدار انسان! عقل اسی دن کے لئے ہوا کرتی ہے

اللہ تعالیٰ کا قہر دُنیا پر نازل ہونے والا ہے

آؤ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھنڈے سایہ تلے پناہ حاصل کر لو

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے سفر یورپ کے دوران اپنی متعدد تقاریر میں اہلِ مغرب کو اسلام کا پیغام پہنچا کر خدائی پیشگوئیوں کے بموجب آنے والی ہولناک تباہی سے نہایت زوردار الفاظ میں خبردار فرمایا اور انہیں دعوت دی کہ اگر وہ اس ہولناک تباہی سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ وہ اسلام کے بتائے ہوئے طریق پر عمل پیرا ہو کر خدا تعالےٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کریں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم و کرم کے ٹھنڈے سایہ تلے پناہ حاصل کر کے اپنے آپ کو محفوظ و مامون بنا لیں۔ چنانچہ ۱۱ر اگست ۱۹۶۷ء کو مسجد فضل لنڈن میں بھی خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

"زندہ مذہب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ کامل و اکمل ہو جس میں انسان اپنے طور پر کوئی اصلاح نہ کر سکے۔ اسلام نے یہی دعویٰ کیا ہے کہ وہی درحقیقت ایک کامل مذہب ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

اس قسم کا دعویٰ کسی اور مذہب نے نہیں کیا۔ نہ ہی تورات نے اور نہ ہی انجیل نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے۔

عہد نامہ قدیم میں یہ الٰہی وعدہ ہے:۔

"مَیں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے مُنہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ مَیں اُسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے

کہے گا۔ اور جو کوئی میری اِن باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سُنے تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا۔" (استثناء ۱۸/ ۱۸-۲۰)

اگر عہد نامہ قدیم کی تعلیم پر عمل کرنے سے مستقبل کے مسائل کا حل ممکن ہوتا تو کسی نئے نبی کی بعثت کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ اور خدا تعالیٰ کے قہر اور اس کی تباہیاں اس نبی کے منکرین پر نازل نہ ہوتیں۔

عہد نامہ جدید نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس کی تعلیم مکمل ہے جیسا لکھا ہے:۔

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سُنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا۔" (یوحنا ۱۶/ ۱۲-۱۳)

پس موسیٰ علیہ السلام نے بھی اس بات کا اقرار کیا ہے کہ تورات نامکمل کتاب ہے اور ایک موعود نبی کی کامل شریعت کی بشارت دی ہے مسیح نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ان کی تعلیم بھی مکمل نہیں ہے کیونکہ وہ وقت کامل و اکمل شریعت کے لئے سازگار نہ تھا۔ انسانی دماغ اس بات کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ کامل شریعت کا مخاطب ہو۔ یہ کوئی بے بنیاد دعویٰ نہیں ہے بلکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کے مخالفین کو چیلنج کیا کہ وہ اسلام کی کامل تعلیم کے مقابلہ میں اپنی تعلیم پیش کریں اور یہ ثابت کریں کہ ان کی تعلیم اسلامی تعلیم سے افضل ہے مگر کسی مذہب کا کوئی نمائندہ بھی میدانِ مقابلہ میں نہ آیا۔ مثال کے طور پر ایک دفعہ آپؑ سے ایک عیسائی نے یہ سوال کیا کہ قرآنِ مجید کے نزول کی کیا ضرورت تھی جبکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت موسیٰ سچے نبی ہیں اور تورات ایک الہامی کتاب ہے؟

حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ سچ ہے موسیٰؑ خدا تعالیٰ کے نبی تھے اور یہ بھی درست ہے کہ تورات اپنی اصل شکل میں ایک الہامی کتاب تھی لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی تعلیمات کا دور ختم ہو چکا ہے اور آپ کی تعلیمات کا چشمہ خشک ہو چکا ہے۔ لہٰذا انسان کی روحانی پیاس اس سے نہیں بجھ سکتی۔ آج اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کا روحانی سمندر دلائلِ قاطعہ اور براہینِ ساطعہ سے ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ قرآنی علوم کے مقابلہ میں بائیبل کی کچھ بھی حیثیت نہیں ہے۔ صرف سورۂ فاتحہ کی سات آیات ہی کو لے لیجئے ان کا مقابلہ بھی پوری تورات و انجیل نہیں کر سکتے چہ جائیکہ تورات اور انجیل مکمل قرآن کے مقابلے میں ٹھہر سکیں۔

آپؑ نے عیسائی مبلّغین کو للکارا کہ وہ تورات اور انجیل کی تعلیمات کو قرآن کے مقابلے میں پیش کریں۔

صرف سورۂ فاتحہ ہی ایک ایسی جامع اور مکمل تعلیم پیش کرتی ہے جس کے مقابلے میں اُن کی کُتب کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ چیلنج آج بھی قائم ہے اور مَیں اِس بات کا آج بھی اعادہ کرتا ہوں کہ رومن کیتھولک اور عیسائیوں کے دوسرے فرقوں کے سربراہ اِس چیلنج کو قبول کریں اور اسلام اور عیسائیت کی سچائی کا فیصلہ کرلیں۔

اسلام کی دوسری خصوصیت جوکہ دنیا کے کسی اور مذہب کو حاصل نہیں ہے یہ ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کے ساتھ زندہ تعلق اور تازہ معجزات پر مبنی ہے۔

جب یہ دو خصوصیات ایک مذہب میں جمع ہو جائیں اُس وقت اُس کی روحانی روشنی سے سارا عالم جگمگا اُٹھتا ہے اور اُس کی ضیا پاشی سے سارے شک وشبہات دُور ہو جاتے ہیں اور دلوں کو اُس کی روشنی یقین اور ایمان کی دولت سے مالامال کر دیتی ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ نے اسلام کی صداقت کے ثبوت کے طور پر سینکڑوں بلکہ ہزاروں نشانات دنیا کے سامنے پیش کئے جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر پانچ عظیم تباہیوں کے بارے میں پیشگوئی فرمائی۔ دو پہلی اور دوسری جنگِ عظیم کی صورت میں عظیم الشان طور سے پوری ہوئیں۔ تیسری ہولناک تباہی کے مہیب آثار آسمان پر ہویدا ہیں جس کے اثرات نہایت ہی خوفناک اور تباہ کن ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خبر بھی دی کہ اِس تیسری تباہی کے ساتھ غلبۂ اسلام کا زمانہ بھی وابستہ ہے۔

اِس تباہی سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ انسان سچے راستے کو اختیار کرے اور وہ راستہ اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قہر عنقریب اِس دنیا پر نازل ہونے والا ہے۔ تباہی کی آگ بھڑک اُٹھی ہے۔ آؤ اور استغفار کے آنسوؤں سے اِس آگ کے لپکتے ہوئے شعلوں کو سرد کرو۔ آؤ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رحم و کرم کے ٹھنڈے سائے تلے پناہ حاصل کرلو۔ اُٹھو اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کرو۔ آؤ اگر تم اِس بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو۔

اللہ تعالےٰ آپ سب کو اِس سے محفوظ رکھے۔ آمین“ +

روس میں تبلیغِ اسلام

(مکرم چوھدری خالد سیف اللہ خان صاحب۔ لائلپور)

قبل اس کے کہ اصل موضوع پر کچھ کہا جائے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ روس کے تاریخی، جغرافیائی، مذہبی اور تمدنی حالات پر مختصر روشنی ڈالی جائے تاکہ اصل موضوع کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

روس کے مختصر حالات

روس رقبہ کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے۔ اس کا ایک حصہ براعظم یورپ اور ایک حصہ براعظم ایشیا میں واقع ہے۔ اسی لئے روسی اپنے آپ کو یورپ کے علاوہ ایفرو ایشین قوموں میں شمار کئے جانے کے متعلق تگ و دو کرتے رہتے ہیں۔ اس کی سرحدیں ایک طرف مشرق میں الاسکا کے ساتھ لگتی ہیں تو مغرب میں فن لینڈ، پولینڈ اور رومانیہ کے ساتھ لگتی ہیں۔ شمال میں قطب شمالی کے ساتھ اور جنوب میں جاپان، کوریا، چین، منگولیا، پاکستانی ریاست ہنزہ، افغانستان، ایران اور ترکی کے ساتھ لگتی ہیں۔ گویا اس کی حدود جہاں امریکہ، یورپ اور ایشیا کے براعظموں کے ساتھ ملتی ہیں وہاں اس کے اور براعظم افریقہ کے درمیان بھی صرف ایران، عراق اور شرق اردن ہی حائل ہیں۔ اسی غیر معمولی جغرافیائی حیثیت نے اس کے سیاسی اور اقتصادی اثر و نفوذ کے پھیلاؤ کو ہر سرزمین تک آسانی سے ممکن بنا دیا ہے۔ سورج کو لمبائی کی طرف سے اسے عبور کرنے میں گیارہ گھنٹے درکار ہیں۔ شمال اور جنوب کے موسم میں بڑا اختلاف ہے۔

یہ رقبہ کے لحاظ سے تمام کرۂ ارض کا چھٹا حصہ ہے اور ریاستہائے متحدہ امریکہ سے تین گنا بڑا ہے۔

یہ ملک پندرہ ریاستوں پر مشتمل ہے جو اپنے اندرونی معاملات میں کمیونزم کے نظام کے اندر رہتے ہوئے آزاد ہیں۔ روس میں سو کے قریب قومیں آباد ہیں۔ روسی، ترک، چینی، ایرانی، عرب، تاتاری یا منگول، آریہ اور یہودی وغیرہ۔ کل آبادی ۲۱ کروڑ چالیس لاکھ ہے جس میں سے مسلمان ڈیڑھ اور دو کروڑ کے درمیان ہیں۔

ازبکستان، آذربائیجان اور ترکمان کی ریاستوں میں اکثریت مسلمانوں کو حاصل ہے۔ آذربائیجان

کے لوگ ایران کے زیر اثر شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور باقی اہلسنّت والجماعت سے۔ تقریباً ۶۰ فیصد آبادی کا پیشہ کاشتکاری ہے۔ ہر شہری حکومت کا ملازم ہے۔ معیارِ زندگی مسلمان علاقوں میں جو ایشیا میں واقع ہیں یورپی علاقوں کے مقابلہ میں پست ہے۔ مسلمان لباس اور چال ڈھال میں افغانستان کے پٹھانوں اور کچھ ایرانیوں اور ترکوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ بہت سے پٹھان طلباء مسلمان ریاستوں کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

مجموعی طور پر یورپ کے مقابلہ میں روس کا معیارِ زندگی پست ہے۔ روسی نہایت مشقت پسند ہیں۔ سارے روس میں نائٹ کلب کا وجود نہیں۔ برہنہ رقص اور بے حیائی کے دوسرے مظاہرات بھی یورپ کے مقابلہ میں بہت کم ہیں البتہ شراب کا استعمال کثرت سے کیا جاتا ہے۔

کمیونزم بطور فلاسفی کے مذہب کے تصوّر سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ اُن کے نزدیک مذہب ایک افیون ہے جو عوام میں جھوٹی تسکین اور اطمینانِ قلب پیدا کرتا ہے۔ جبکہ کسی پچھلے نظام پر کاری ضرب لگانے کے لئے عوام میں مایوسی اور بددلی کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ ہر نئے نظام کی تعمیر پُرانے نظام کے کھنڈرات پر ہی ہؤا کرتی ہے۔ یوں بھی انفرادی ملکیت کے حق کو ہر مذہب نے تسلیم کیا ہے جو کہ کمیونزم کے بنیادی اصول کے خلاف ہے۔ یہ اِس دَور کی مذہبی دنیا کا بہت بڑا سانحہ ہے کہ ایک تو دنیا پہلے ہی مادیت کی طرف بڑے زور سے رجوع کر رہی تھی رہی سہی کسر کمیونزم نے پوری کر دی کہ اس کی لپیٹ میں دنیا کا بہت بڑا حصّہ آچکا ہے مثلاً روس، چین، زیکوسلوویکیا، پولینڈ، رومانیہ، ہنگری، البانیہ، یوگوسلاویہ، مشرقی جرمنی، منگولیا، شمالی کوریا اور شمالی ویٹ نام وغیرہ۔

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے جمہوریہ ازبکستان روس میں سب سے بڑی مسلمانوں کی ریاست ہے۔ اس کے مشہور شہر تاشقند، سمرقند، بخارا، کوکند اور فرغانہ وغیرہ ہیں۔ یہ ریاست افغانستان کے شمال میں واقع ہے۔ کبھی یہ ریاست حکومتِ ترکی کا حصّہ تھی۔ اِس کا رقبہ ۴۴۹۶۰۰ مربع کلومیٹر اور آبادی تقریباً ۱۰۹ لاکھ ہے۔ یہاں کی زبان فارسی اور ترکی سے ملتی جلتی ہے۔ مذہب سخت کمزوری کی حالت میں دہریت کے تھپیڑے کھا رہا ہے۔ مسجدیں جن میں تالے پڑے ہوئے ہیں اور مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے کبھی کبھار بوڑھے بزرگ مسجدوں میں نظر آجاتے ہیں ورنہ نوجوان طبقہ تو مذہب سے باغی ہو رہا ہے۔ مذہب سے دُوری کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سارے روس میں ایک بھی پرائیویٹ سکول نہیں۔ کیونکہ اس نظام میں پرائیویٹ بزنس یا ذاتی ملکیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سکولوں میں ایک لفظ بھی مذہب کے متعلق نہیں پڑھایا جاتا۔ اگر خدا تعالےٰ نے اپنی خاص تقدیر آسمان سے نازل نہ کی تو بظاہر حالات یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ایک دو نسلوں کے بعد

ڈیڑھ دو کروڑ مسلمانوں میں سے کم ہی اسلام سے وابستہ رہیں گے ۔ اگر خدانخواستہ ایسا وقوع پذیر ہو گیا تو یہ دنیائے اسلام کا بہت بڑا حادثہ ہو گا ۔ اتنی بڑی تعداد میں مسلمان نہ پہلے کبھی مرتد ہوئے اور نہ قتل ہوئے ۔

اب مختصر طور پر یہ بتایا جائے گا کہ تاتاری قوم اور روس کی مسلمان ریاستوں میں جو پہلے حکومت ترکی کا حصہ تھیں اسلام کیسے پھیلا ؟

روسی ترکستان میں اسلام کی اشاعت

شروع میں ان علاقوں کے باشندے خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے تھے ۔ چارہ اور خوراک جہاں دستیاب ہوتی وہاں ڈیرے لگا دیتے ۔ رفتہ رفتہ یہ اس قابل ہو گئے کہ ایک عظیم الشان سلطنت قائم کر سکیں ۔ اس سلطنت کی حدود منگولیا اور چین سے لے کر بحیرۂ اسود تک پھیلی ہوئی تھیں ۔ اس سلطنت کے بانی کا نام تومین تھا جس کی وفات ۵۵۲ء میں ہوئی ۔

خلیفہ ولید بن عبدالملک (۷۰۵ء تا ۷۱۵ء عیسوی) وہ پہلا مسلمان بادشاہ ہے جس کے زمانہ میں اسلام ان علاقوں میں پھیلا ۔ ولید کے سپہ سالار قتیبہ بن مسلم نے ترکی علاقوں کو فتح کیا ۔ اس طرح بخارا، سمرقند، خوارزم، فرغانہ، تاشقند اور کاشغر وغیرہ کے علاقے اسلامی سلطنت میں شامل ہو گئے ۔

حضرت قثم ابن عباسؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے سمرقند ایک تبلیغی وفد کے ہمراہ تشریف لائے ۔ وہیں فوت ہوئے ۔ سمرقند میں آپ کا مزار ہے ۔ آپ شاہ زندہ کے نام سے مشہور ہیں ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز ۷۱۷ء عیسوی میں جب خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے ماوراء النہر کے ترک بادشاہوں کو دعوتِ اسلام دی ۔ بعض نے اسلام قبول بھی کر لیا ۔ آپ نے عبداللہ ابن معمر کو اس علاقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے مقرر فرمایا ۔

ایک بزرگ ابو حیداللہ بھی اس علاقہ میں تبلیغ کے لئے اموی خلیفہ ابوالولید ہشام بن عبدالملک (۷۲۴ء تا ۷۴۳ء) نے بھجوائے جن کی کوششوں سے بہت سے ترک اسلام میں داخل ہوئے سمرقند اور بخارا سے بہت سے ترک، خراج میں غلام بھجوایا جایا کرتے تھے جو اپنے مسلمان آقاؤں سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا کرتے تھے ۔ خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی (۷۵۴ء - ۷۷۵ء) نے تو ترکوں کو فوج میں بھی بھرتی کرنا شروع کر دیا تھا ۔ ان کی تعداد بڑھتی رہی ۔ خلیفہ معتصم نے بغداد سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر صرف ترکوں کے لئے ایک نیا شہر بسایا جس کا نام سامرا تھا ۔

منگولوں اور تاتاریوں کا قبولِ اسلام

منگل اور تاتاری شامانی مذہب کے پیرو تھے۔ اس مذہب میں بُت پرستی بھی کی جاتی تھی اور مظاہر قدرت کی پوجا بھی۔ ظاہر ہے ایسا مذہب اسلام کے مقابلہ کی تاب نہ رکھتا تھا۔ چنانچہ جب ہلاکو خان آندھی اور طوفان کی طرح ایران کی سرزمین سے اُٹھا اور اس نے بخارا، سمرقند، ہمدان، زنجان، قزوین، نیشاپور اور بغداد کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا تو اس کے نتیجہ میں تاتاری قوم کو مسلمانوں سے قریبی واسطہ پڑا۔ اُس وقت تاریخ کا ایک عجیب معجزہ رونما ہوا۔ تاتاری قوم مسلمانوں کو میدانِ جنگ میں عبرتناک شکست دینے کے بعد مسلمانوں سے مذہب کے معاملہ میں خود شکست کھا گئی۔ اسلام کی تاثیر کا یہ عجیب کرشمہ ہے کہ اس نے محکوم قوم کو حاکم قوم کا استاد اور امام بنا دیا۔ اگرچہ تاریخ انسانیت کے ان محسنوں کے نام محفوظ نہیں رکھ سکی جنہوں نے اس وحشی قوم کو حلقہ بگوشِ اسلام بنایا۔ لیکن جو اکّا دُکّا واقعات تاریخ میں ملتے ہیں وہ یہ ہیں۔ یاد رہے کہ چنگیز خان کی وسیع سلطنت اس کی وفات پر اس کے چاروں بیٹوں میں تقسیم ہو گئی، اور چار مطلق العنان حکومتیں قائم ہو گئی تھیں۔

۱۔ چنگیز خان کے بیٹے اوگتائی خان کے عہد میں (۱۲۲۹ - ۱۲۴۱ء) حاکم ایران کرگز نامی بُدھ مت کو چھوڑ کر مسلمان ہو گیا۔

۲۔ تیمور خان کے زمانہ میں خان انندا نے جو قوبلائی خان کا پوتا تھا اور چین کے ایک صوبہ کا حاکم تھا اسلام قبول کر لیا۔

۳۔ چنگیز خان کے بڑے لڑکے جوجی خان کی نسل میں سے ایک بادشاہ برکہ خان ایک مسلمان تاجر کی تبلیغ سے مسلمان ہو گیا۔ اس نے ۱۲۵۶ سے ۱۲۶۵ء تک حکومت کی۔

۴۔ چنگیز خان کے دوسرے لڑکے چغتائی خان کی نسل میں پہلا بادشاہ جو مسلمان ہوا وہ براق خان تھا (۱۲۶۶ تا ۱۲۷۰ء) جس نے مسلمان ہونے پر اپنا نام غیاث الدین رکھا۔ یہ چنگیز خان کا پڑپوتا تھا۔

۵۔ چنگیز خان کے چوتھے لڑکے تولائی خان کی نسل میں تکودار (۱۲۸۴ سے ۱۲۹۴ء) سب سے پہلے مسلمان ہوا۔ وہ چنگیز خان کا پوتا اور ہلاکو خان کا بیٹا تھا۔ اس کے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے بہت سے تاتاریوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ ارغون خان کے ساتھ مقابلہ ہوا جس میں تکودار خان لڑتا ہوا شہید ہوا۔

غرضیکہ وہی قوم جو مسلمانوں پر بجلی اور شعلہ بن کر گری تھی چند ہی سالوں میں اسلام کی

آغوش میں آگئی اور اس میں بہت سے خدا پرست اور خادمِ اسلام وجود پیدا ہوئے۔

رُوس میں احمدیّت کے ذریعے تبلیغِ اسلام

قبل اس کے کہ جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ روس میں تبلیغِ اسلام کے لئے جو کوششیں کی گئی ہیں اُن کا ذکر کیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روس کے بارہ میں جو پیشگوئیاں فرمائی ہیں درج کی جاتی ہیں :-

۱۔ روسی عوام ہمیشہ ہی ظلم وستم کے شکار رہے ہیں۔ جب روس کے حکمران زار خاندان کے مظالم انتہاء کو پہنچ گئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی فرمائی کہ "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار"۔ چنانچہ اس کے مطابق ۱۲ر مارچ ۱۹۱۷ء کو کمیونزم نے زار کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ اس انقلاب کے بانیوں نے طرح طرح کے شدید مظالم کے بعد زار کو اور اس کے خاندان کو تہ تیغ کر دیا اور اس طرح زار باحالِ زار ہوگیا۔

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"مَیں نے دیکھا کہ زارِ روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں آگیا ہے۔ وہ بڑا لمبا اور خوبصورت ہے۔ پھر مَیں نے غور سے دیکھا تو وہ بندوق ہے۔ اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بندوق ہے بلکہ اس میں پوشیدہ نالیاں بھی ہیں۔ گویا بظاہر سونٹا معلوم ہوتا ہے اور وہ بندوق بھی ہے۔ اور پھر دیکھا کہ خوارزم بادشاہ جو بوعلی سینا کے وقت میں تھا اس کی تیر کمان میرے ہاتھ میں ہے۔ بوعلی سینا بھی پاس ہی کھڑا ہے اور اس تیر کمان سے مَیں نے ایک شیر کا شکار بھی کیا ہے۔" (تذکرہ صلاے)

۳۔ پھر فرمایا :-

"مَیں اپنی جماعت کو رشیاء کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں۔" (تذکرہ صلالا)

چنانچہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ جس طرح زارِ روس کے باحالِ زار ہونے کی پیشگوئی پوری ہو چکی اسی طرح روس میں کثرت سے احمدیت پھیل جانے کی پیشگوئیاں بھی ضرور اپنے وقت پر پوری ہونگی۔ انشاء اللہ

رُوس میں تبلیغِ اسلام کا جماعتِ احمدیہ پر ایک خاص حق

جمہوریہ ازبکستان اور اس کی وساطت سے سارے روس کا جماعت احمدیہ پر ایک خصوصی حق بھی

ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آباء سمرقند سے ۱۵۳۰ء میں قادیان کے علاقہ میں آئے تھے اور تاتاری نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ جس کو تاریخ دان یافث بن نوح کی نسل کی ایک شاخ بتاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد۔ میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے اور وہ ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے۔"

غرضیکہ سمرقند کی زمین نے ایک موتی ہندوستان کی طرف پھینکا اور اس سے وہ نور پھوٹا جس سے ساری دنیا منور ہو گئی۔ اس وجہ سے ہم پر بطور حق کے واجب ہے کہ ہم روس کی سرزمین کو بھی اس نور سے منور کریں جس کا ان کی سرزمین سے بھی ایک گونہ تعلق ہے۔ وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم۔

مبلغ احمدیت مولوی ظہور حسین صاحب کے ذریعے روس میں تبلیغ اسلام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولوی ظہور حسین صاحب اور مولوی محمد امین خان صاحب کو ۱۲ مئی ۱۹۲۴ء کو بخارا میں احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے روانہ فرمایا جنہوں نے وہاں احمدیت کا بیج بویا۔ یہ وہ بیج ہے جو خدا کے فضل سے روس کی سرزمین میں بویا جا چکا ہے اور جس کے لئے پھلنا اور پھولنا الٰہی نوشتوں کے مطابق تقدیر خداوندی ہے۔ اس بارہ میں جناب مؤلف "تاریخ احمدیت" نے جلد پنجم میں جو نوٹ درج کیا ہے وہ درج ذیل ہے:۔

"جب یہ تبلیغی وفد ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو ایران کے شہر مشہد میں پہنچا تو مولوی ظہور حسین صاحب کو تپ محرقہ ہو گیا اور وہ ہسپتال میں داخل ہو گئے۔ مگر مولوی محمد امین خان صاحب ۶ نومبر ۱۹۲۴ء کو بخارا کی طرف چل دیئے اور کچھ عرصہ تبلیغی کام کرنے کے بعد حاجی مردان قل ساکن بخارا کو لے کر واپس قادیان آ گئے۔ اب مولوی ظہور حسین صاحب کی سنیئے۔ مولوی صاحب موصوف نے اپنی بیماری سے شفایاب ہوتے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں لکھا کہ میں بیماری سے اٹھا ہوں اور سخت کمزور ہوں۔ سردی بھی سخت پڑنے لگی ہے اور برفباری بھی شروع ہو گئی ہے۔ پھر میں نہ روسی زبان سے واقف ہوں

نہ راستہ کا علم ہے۔ ویزا بھی نہیں ملا۔ خرچ بھی کم ہے۔ مگر مَیں اِن مایوس کن حالات کے باوجود بخارا جانے سے رُک نہیں سکتا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ حضور کی دعائیں مجھے ناکام نہیں ہونے دیں گی۔ مولوی صاحب یہ اطلاع دینے کے بعد اکیلے ہی ۸ر دسمبر ۱۹۲۴ء کو بخارا کی طرف چل دیئے اور ڈیڑھ دن کے بعد راتوں رات روسی ترکستان کی سرحد میں داخل ہو گئے۔ مگر اشقہ آباد سٹیشن سے بخارا کا ٹکٹ لے کر گاڑی پر سوار ہو رہے تھے کہ گرفتار کر لئے گئے اور آپ کو جاسوس سمجھ کر پہلے اشقہ آباد پھر عشق آباد تاشقند اور ماسکو کے قید خانوں کی تاریک کوٹھڑیوں میں رکھ کر بہت تکلیفیں پہنچائی گئیں مگر ان مصائب کے باوجود آپ نے قید خانہ میں بھی تبلیغ جاری رکھی۔ چالیس کے قریب قیدیوں کو احمدی کر کے روس میں احمدیت کا بیج بو دیا۔"

آخر میں دعا ہے کہ خدا تعالیٰ روس میں تبلیغِ اسلام کی راہ میں جو روکیں حائل ہیں وہ جلد دُور فرمائے۔ خدا اور اس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا بول بالا ہو اور اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان سب پیشگوئیوں کو پورا فرمائے جو آپؑ نے اس سے خبر پا کر ترقیٔ اسلام کے لئے کی ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبّت دلوں میں بٹھائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے سُننے والو اِن باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا۔" انشاء اللہ

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۱-۲۳)

لیلۃ القدر اور اس کی عظیم الشان تاثیر

اس سے فیضیاب ہونے والوں کا ایک بنیادی خاصہ

(مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔اے، قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں سورۃ القدر میں فرماتا ہے:-

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ۝ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ ۝

ہم نے یقیناً اس قرآن کو ایک (عظیم الشان) تقدیر والی رات میں اُتارا ہے۔ اور (اے مخاطب) تجھے کیا معلوم ہے کہ یہ (عظیم الشان) تقدیروں والی رات تو ہزار مہینے سے بھی بہتر ہے۔ (ہر قسم کے) فرشتے اور (کامل) رُوح اس (رات) میں اپنے رب کے حکم سے تمام (دینی و دنیوی) امور لیکر اُترتے ہیں۔ (پھر فرشتوں کے اُترنے کے بعد تو) سلامتی (ہی سلامتی ہوتی) ہے۔ اور یہ (حال) صبح کے طلوع ہونے تک (رہتا) ہے۔

(تفسیر صغیر)

اللہ تعالیٰ کسی زمانہ میں جب ہر طرف ضلالت اور گمراہی کی تاریکی چھا رہی ہوتی ہے دنیا میں اپنے مامور و مُرسل کو بھیجنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ ہی آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے جن سے انسان اپنی استعداد کے مطابق کسبِ فیض کرتا ہے۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ ذہنوں کو جلاء اور قلوب کو تازگی بخشتا ہے جس کی وجہ سے جہاں ایک طرف انوارِ الٰہی کو قبول کرنے کے لئے سعید روحیں مستعد ہوجاتی ہیں وہاں دوسری طرف ذہنی جلاء کی بدولت دنیوی علوم و فنون میں بھی نمایاں ترقی نظر آتی ہے اور نئی نئی ایجادات منصۂ شہود پر آجاتی ہیں۔ الغرض اُس زمانہ میں آسمان سے ملائکہ کا نزول ہوتا ہے

اور قلوبِ انسانی میں ایک روشنی پیدا ہو جاتی ہے۔ تب خدا تعالیٰ اپنے محبوب بندے کو دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرماتا ہے اور دنیا کی راہبری کے لئے کثرت کے ساتھ اس پر وحی نازل کرتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر نبی کے نزول کے وقت ایک لیلۃ القدر ہوتی ہے جس میں وہ نبی اور وہ کتاب جو اس کو دی گئی ہے آسمان سے نازل ہوتی ہے اور فرشتے آسمان سے اُترتے ہیں۔" (ازالہ اوہام حصہ اوّل طبع اوّل ص ۱۰۵-۱۰۶)

جب اللہ تعالیٰ کا مامور و مرسل دنیا میں مبعوث ہوتا ہے تو اس پر "غیبی قوتوں کے سہارے سے علومِ لدنی کھلتے ہیں،" حقائق و معارف اس پر نازل ہوتے ہیں اور کثرت کے ساتھ اُس پر امورِ غیبیہ کھولے جاتے ہیں جنہیں دیکھ کر دنیا دنگ رہ جاتی ہے۔ الغرض جب دنیا کی "تقدیروں والی رات" آتی ہے تو جہاں نبی اور مامور پر وحی الٰہی اور علومِ غیبیہ کثرت سے نازل ہوتے ہیں وہاں خدا کے نیک بندوں کے قلوب میں بھی ایک جلاء پیدا ہو جاتی ہے اور رؤیا و کشوف کے ذریعہ اس کی صداقت ان پر منکشف ہو جاتی ہے۔ سعید روحیں بسا اوقات اس کے دعوئ نبوت و ماموریت سے قبل ہی اس کی سچائی کی قائل ہو جاتی ہیں اور اس پر ایمان لانے کے لئے آمادہ و تیار۔

لیلۃ القدر کی یہ کیفیت اپنی پوری شان و شوکت اور عظمت و جلال کے ساتھ سیدنا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر ظاہر ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا افاضۂ روحانی حضورؐ کی بعثت کے زمانہ سے لیکر قیامت تک ممتد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کی برکت سے دلی اور دماغی قویٰ میں جنبش اور حرکت آج بھی اسی طرح نظر آ رہی ہے جس طرح حضورؐ کی بعثت کے وقت نظر آتی تھی۔ اور یہ فضیلت صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"سب سے بڑی لیلۃ القدر وہ ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی ہے۔ درحقیقت اس لیلۃ القدر کا دامن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے قیامت تک پھیلا ہوا ہے اور جو کچھ انسانوں میں دلی اور دماغی قویٰ کی جنبش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک ہو رہی ہے۔ وہ لیلۃ القدر کی تاثیریں ہیں۔"

(ازالہ اوہام حصہ اوّل طبع اوّل ص ۱۰۶)

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے طفیل ہی ہے کہ اُمتِ مسلمہ کے ہر دور میں ہمیشہ

اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے دنیا میں موجود رہے جن سے خدا تعالیٰ باتیں کرتا، جن کی دعائیں سُنتا اور اپنی قدرت نمائی سے ان کی تائید میں غیر معمولی سامان پیدا کر دیتا۔ ایسے مستجاب الدعوات اور صاحبِ الہام و کشوف وجود اُمتِ مُسلمہ میں خدا کے فضل سے ہر وقت موجود رہے۔ اور کیوں نہ ہوتے جبکہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور اسلام کی حقانیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری و ساری فیوض کے ثبوت کے لئے ان کا وجود از بس ضروری تھا۔

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور حضورؐ کے ظلّ دنیا میں تشریف لاتے ہیں تو زمین و آسمان اور قلوب و اذہان میں جنبش اور حرکت تیز تر ہو جاتی ہے، کثرت کے ساتھ سچے خواب دیکھے جاتے ہیں، دلوں میں القاء ہونے لگتا ہے اور دنیوی علوم و فنون محیّر العقول طریق پر منازلِ ارتقاء طے کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نائب دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو یہ تحریکیں ایک بڑی تیزی سے اپنا کام کرتی ہیں۔ بلکہ اسی زمانہ سے کہ وہ نائب رِحمِ مادر میں آوے پوشیدہ طور پر انسانی قویٰ کچھ کچھ جنبش شروع کرتی ہیں اور حسبِ استعداد اُن میں ایک حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس نائب کو نیابت کے اختیارات ملنے کے وقت تو وہ جنبش نہایت تیز ہو جاتی ہے۔ پس نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزول کے وقت تو جو لیلۃ القدر مقرر کی گئی ہے وہ درحقیقت اُس لیلۃ القدر کی ایک شاخ ہے یا یُوں کہو کہ اس کا ایک ظلّ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس لیلۃ القدر کی نہایت درجہ کی شان بلند کی ہے جیسا کہ اس کے حق میں یہ آیتِ کریمہ ہے کہ فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ یعنی اس لیلۃ القدر کے زمانہ میں جو قیامت تک ممتد ہے ہر ایک حکمت اور معرفت کی باتیں دنیا میں شائع کر دی جائیں گی۔" (ازالہ اوہام حصہ اوّل طبع اوّل صفحہ ۱۰۷-۱۰۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا میں سیّدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کے نائب اور حضورؐ کے ظلّ کے طور پر تشریف لائے تو حضور علیہ السلام کی آمد کے ساتھ ہی قلوب و اذہان میں ایک سخت ہیجان پیدا ہوُا جہاں ایک طرف اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام پر علوم و معارف اور حقائق و دقائق کے خزانے کھول دیئے جیسا کہ حضور علیہ السلام خود فرماتے ہیں:۔

"ایک پھل قوتِ ایمانی کا اسرارِ حقّہ و معارفِ دینیہ کا ذخیرہ ہے جو اِس عاجز کو خدا تعالیٰ سے عنایت ہوُا ہے، پس جو شخص اِس عاجز کی تالیفات پر نظر ڈالیگا یا اِس

عاجز کی صحبت میں رہے گا اس پر یہ حقیقت آپ ہی کُھل جائے گی کہ کس قدر خدا تعالیٰ نے اِس عاجز کو دقائق و حقائقِ دینیہ سے حصہ دیا ہے۔"

(ازالہ اوہام حصہ اوّل طبع اوّل حاشیہ ص ۱۰۹)

نیز حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"اب خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ عاجز اسی علامتِ متذکرہ بالا کے ساتھ آیا ہے اور اجنحۂ ملائکہ پر اِس عاجز کے دونوں ہاتھ ہیں اور غیبی قوتوں کے سہارے سے علومِ لدُنی کُھل رہے ہیں"

(ازالہ اوہام حصہ دوم طبع اوّل ص ۶۹۹)

دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اِس زمانہ میں کثرت سے لوگوں کے قلوب واذہان کو واضح اور نمایاں جلاء بخشی۔ چنانچہ جہاں ہم اس زمانہ میں سائنسی علوم و فنون میں حیرت انگیز ترقی دیکھ رہے ہیں وہاں

یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ

کے الہامِ الٰہی کے ماتحت، ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے عاجز بندوں کی دعائیں کثرت کے ساتھ سُنتا اور انہیں الہامات وکشوف سے نوازتا ہے۔ قلوب واذہان میں یہ غیر معمولی ہیجان اِس امر کا ثبوت ہے کہ اِس زمانہ میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ اور حضورؐ کی کامل اتباع کے طفیل ایک نائب اور حضورؐ کا ایک ظلّ مبعوث ہو چکا ہے۔ نیز یہ کہ یہ سلسلہ حقّہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء برحق ہیں کہ ان کے عہدِ سعادت مہد میں بھی خدا کے فضل سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ برکات جاری وساری ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

پس جماعت احمدیہ میں خدا کے فضل سے کثرت سے ایسے وجود پائے جاتے ہیں جو صاحبِ الہام وکشوف ہیں اور یہ خدا کی دین ہے جس کا ہر شخص معترف ہے مگر اس کی وجہ سے ان کے دلوں میں کبر اور غرور کے جذبات پیدا نہیں ہو جاتے۔ وہ اسے خدا تعالیٰ کی دین سمجھتے ہیں اور محض اس کا فضل۔ اسے ایک ذاتی خوبی قرار دے کر وہ اپنی خوابوں، کشوف اور الہامات کی نمائش نہیں کرتے بلکہ خدا تعالےٰ کی حمد کے گیت گاتے ہوئے درویشی اور گمنامی کی زندگی بسر کرتے چلے جاتے ہیں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"بشہود کبریائی حضرت باری تعالےٰ ہمیشہ تذلّل اور پستی اور انکسار میں رہتے ہیں اور اپنی اصل حقیقت ذلت اور مفلسی اور ناداری اور پُر تقصیری اور خطاکاری میں

سمجھتے ہیں۔ اور اُن تمام کمالات کو جو اُن کو دیئے گئے ہیں اُس عارضی روشنی کی مانند سمجھتے ہیں جو کسی وقت آفتاب کی طرف سے دیوار پر پڑتی ہے جس کو حقیقی طور پر دیوار سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہوتا اور لباسِ مستعار کی طرح معرضِ زوال میں ہوتی ہے۔ پس وہ تمام خیر و خوبی خدا ہی میں محصور رکھتے ہیں اور تمام نیکیوں کا چشمہ اسی کی ذاتِ کامل کو قرار دیتے ہیں اور صفاتِ الٰہیہ کے کامل شہود سے ان کے دل میں حق الیقین کے طور پر بھر جاتا ہے کہ ہم کچھ چیز نہیں ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے وجود اور ارادہ اور خواہش سے بکلّی کھوئے جاتے ہیں اور عظمتِ الٰہی کا پُر جوش دریا ان کے دلوں پر ایسا محیط ہو جاتا ہے کہ ہزارہا طور کی نیستی ان پر وارد ہو جاتی ہے اور شرکِ خفی کے ہر رگ و ریشہ سے بکلّی پاک اور منزہ ہو جاتے ہیں۔" (براہین احمدیہ)

اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ان کی اس کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جس شخص پر عظمت و جلال کا یہ جلوہ ظاہر ہو وہ یہ نہیں کیا کرتا کہ کشوف و رؤیا کا ایک کشکول بنائے اور قبولیتِ دعا کے واقعات سے اسے سجا کر دَر دَر پھرے اور دنیا والوں سے دنیا کی عزت اور احترام اور توصیف اور تحسین کی بھیک مانگے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ء ۵ مئی ۱۹۶۷ء)

اللہ تعالیٰ کا قدیمی وعدہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ کا قدیم سے یہ وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں طرح طرح کے عذاب آویں گے۔ اُس وقت بعض ہدایت پا جاویں گے اور اکثر ہلاک ہوں گے۔ نشان تو خدا دکھاتا ہے مگر نشان سے بھی فائدہ وہی اُٹھاتے ہیں جو مومن ہوتے ہیں اور وہ قلیل ہیں۔"

(ملفوظات جلد دہم صہ ۲۵۳)

خصوصیات و برکاتِ خلافت

(۳)

(مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم - اے)

خلافت کی تیسری خصوصیت اور برکت کی طرف اشارہ آیت استخلاف کے لفظ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ کی ضمیر ھُمْ میں کیا گیا ہے۔ عموماً اِس لفظ کا ترجمہ یہ کیا جاتا ہے۔ "اللہ تعالیٰ ضرور بضرور مومنوں کے درمیان اپنے خلفاء کو قائم کرے گا"۔ لیکن اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ ضرور بضرور مومنوں کو خلیفہ بنائے گا"۔ اِس کا سِرّ اور راز یہ ہے کہ خلافت ایک قومی انعام ہے اور نبی پر ایمان لانے والے تمام سچے مومن اُس نبی کے مشن کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لحاظ سے اُس کے خلیفہ ہوتے ہیں۔

نظامی لحاظ سے خلافت بہر حال شخصی ہوتی ہے جس پر کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کی نصِ صریح شاہدِ ناطق ہے۔ خواہ وہ مامور خلافت ہو یا غیر مامور خلافت۔ چونکہ کام اور ذمہ داری کے لحاظ سے سارے کے سارے مومن اُس نبی کے خلفاء ہی ہوتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ اپنے خلیفہ کا تقرر مومنوں کی وساطت سے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نامزد نمائندہ کو نبی اور رسول بنا کر دنیا میں بھیجتا ہے۔ مومن جب اُسے قبول کرکے ایمان اور اعمالِ صالحہ کا ایک اعلیٰ معیار پیش کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ مومنوں کو اِس مقامِ عزّت پر کھڑا کرتا ہے کہ اُن کے قلوب کو اپنی وحیٔ خفی کا مورد بنا کر اپنے خلیفہ کا تقرر اُن کی وساطت سے کرتا ہے اور بظاہر اُن کے انتخاب کردہ نمائندہ کو اپنی قبولیت سے مشرف و مکرّم کرتا ہے پس خلافت کی تیسری خصوصیت اور برکت یہ ہے کہ اِس نظام کے ذریعہ سے سب سچے مومن ایک نہایت ہی معزز آسمانی تمغے سے نوازے جاتے ہیں۔ اُن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ اپنی وحیٔ خفی کا مہبط بناتا ہے۔

ہاں جب (نعوذ باللہ من ذالک) مومنین کی جماعت اپنی بعض کوتاہیوں اور غفلتوں کی وجہ سے

اِس مقامِ عزت سے گر جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے خلفاء کا انتخاب براہِ راست کرتا ہے اور خلافتِ اولیاء کا دَور شروع ہو جاتا ہے۔ اُس وقت ہر شخص پر فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی عقل اور فراست سے کام لے کر اپنے زمانے کے امام کو پہچانے اور اُس کے ساتھ وابستگی اختیار کرے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ۔

کہ جو اپنے زمانے کے امام کو نہیں پہچانتا وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔

خلافتِ اولیاء و مجددین کے زمانہ میں ایک ہی وقت میں دنیا کے مختلف علاقوں میں کئی مجددین ہو سکتے ہیں جو اپنے اپنے مخصوص حلقۂ عمل میں اسلام کی علمی و روحانی جنگ لڑتے چلے جاتے ہیں۔ اُن کو اپنی ذاتی کوشش و فراست سے پہچانا جاتا ہے، ضروری نہیں کہ اُن کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی اعلان کیا جائے یا اُن سے دعویٰ کروایا جائے۔ لیکن خلافتِ راشدہ کے زمانے میں اُمتِ محمدیہ کے لیے ساری دنیا کے لئے ایک ہی امام ہوتا ہے جو کھلم کھلا اِس امر کا مدعی ہوتا ہے۔

یہ جو حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے بعد اس اُمت کے لئے ایسے اشخاص کو کھڑا کرتا رہے گا جو دین میں تازگی پیدا کریں گے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ صدی کے سر پر اس قسم کے لوگ ضرور کھڑے کئے جاتے ہیں لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ اِس قسم کے لوگ صدی کے درمیان میں نہیں ہو سکتے۔

خلافتِ راشدہ متصلہ بعد از نبوت کی مثال اُس منظم فوج کی ہے جس کے تمام سپاہی ایک ہی کمانڈر انچیف کے ماتحت ہو کر اپنی ڈیوٹی ادا کرتے ہیں۔ ہاں جب مومنوں کی کسی غفلت یا کوتاہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خلافتِ راشدہ متصلہ کے انعام کو واپس لے لیتا ہے تو اس کے بعد اولیاء الرحمٰن کی انفرادی خلافتیں شروع ہو جاتی ہیں۔

مندرجہ بالا تشریح سے یہ امر ظاہر ہے کہ نبوت کے بعد خلافتِ راشدہ کا قومی انعام مومنوں کے لیے سب سے بڑا انعام ہے۔ ہر خلیفہ راشد اپنے زمانے میں تجدیدِ دین کا کام ہی کرتا ہے اور اسلام کے تمام روحانی جرنیلوں کا کمانڈر انچیف ہوتا ہے۔ وہ ایک طرف تو نبیٔ متبوع کی کرسی پر بیٹھتا ہے تو دوسری طرف مومنوں کا منتخب کردہ ہونے کی وجہ سے اُن کا بھی نمائندہ ہوتا ہے۔ اس طرح تمام مومن امرِ خلافت میں علیٰ حسب الاخلاص و علیٰ حسب الخدمت شامل سمجھے جاتے ہیں۔

مومنوں کی مثال اُس پاکیزہ دُودھ کی ہوتی ہے جو نبوت کی چھاتیوں سے جاری ہوتا ہے اور خلیفۂ وقت کی مثال اُس مکھن کی ہے جو اُس دُودھ کے بلونے سے اُس کے مغز اور خلاصہ کے طور پر اللہ تعالےٰ کے مخفی تصرف کے تحت اُن کے اُوپر آجاتا ہے۔

نبی کو اللہ تعالیٰ براہِ راست منتخب کرتا ہے اور اپنے بندوں سے چاہتا ہے کہ وہ اُس کے انتخاب کو قبول کریں اور نبی پر ایمان لائیں۔ جب مومن اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے نبیٔ وقت پر ایمان لے آتے ہیں اور اعمالِ صالحہ پر قائم ہوجاتے ہیں تب نبی کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ جماعت مومنین کی عزت افزائی اِس طرح کرتا ہے کہ اُس انتخاب کو جو بظاہر مومنوں کی طرف سے ہوتا ہے شرفِ قبولیت بخشتا ہے۔ بظاہر اسلئے کہ درحقیقت انتخاب کے وقت مومن اللہ تعالےٰ کی وحیٔ خفی اور مخفی تصرف کے مورد ہوتے ہیں اور اُن کے دلوں پر ملائکہ کا نزول ہو رہا ہوتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ خلافتِ راشدہ متصلہ بعد از نبوت ایک قومی انعام ہے جس میں کام اور ذمہ واری کے لحاظ سے تمام کے تمام مومن شریک ہوتے ہیں۔ خلیفۂ وقت نبیٔ متبوع کی طرح اُن کیلئے بمنزلہ دل و دماغ کے ہوتا ہے اور مومن خلیفۂ وقت کے لئے بمنزلہ جوارح کے ہوتے ہیں جیسے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ؎

كَانُوْا لِخَيْرِ الرُّسُلِ كَالْاَعْضَاءِ

یعنی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بمنزلہ اعضاء و جوارح کے تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری جماعت میں اِس قومی انعام کو ہمیشہ ہمیش کیلئے جاری و ساری رکھے اور ہمیں ہمیشہ ہی ایمان اور اعمالِ صالحہ کا اعلیٰ ترین معیار پیش کرنے کی توفیق دے جس کی وجہ سے ہم اِس انعام کے مورد ہوتے چلے جائیں۔ سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ قدرتِ ثانیہ قیامت تک تمہارے ساتھ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے توفیق دے کہ ہم اپنے ایمان اور اعمالِ صالحہ کے اعلیٰ ترین معیار کی وجہ سے بھی حقیقی طور پر اس کے مستحق ہوتے چلے جائیں ؎

وَاٰخِرُ كَلِمِنَا حَمْدٌ وَّشُكْرٌ

لِرَبٍّ مُّحْسِنٍ ذِی الْاِمْتِنَانٖ

اسلام کے خلاف ڈنمارک کے ایک عیسائی اخبار کی

پھیلائی ہوئی غلط فہمی اور اس کی معجزانہ تردید!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سفرِ یورپ کو اللہ تعالیٰ نے جن عظیم الشان برکتوں سے نوازا اور تائید و نصرت کے جو مہتم بالشان نشان ظاہر فرمائے کثرتِ تعداد کے لحاظ سے ان کو شمار کرنا آسان نہیں ہے۔ سچ یہ ہے کہ حضور ایدہ اللہ کو قدم قدم پر اللہ تعالیٰ نے اپنی غیر معمولی برکتوں اور تائید و نصرت سے نوازا۔ ذیل میں مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ایک مہتم بالشان نشان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۱ جولائی ۱۹۶۷ء کو ڈنمارک کی سب سے پہلی مسجد ــــ "مسجدِ نصرت جہاں" ــــ کا افتتاح فرمایا تو وہاں کے عیسائی حلقوں میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ آج سے کچھ عرصہ قبل تک وہ یہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ڈنمارک میں کوئی مسجد بھی تعمیر ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہاں کے اخبارات میں سے جہاں بعض نے مسجد کی تعمیر کو ایک عظیم کارنامہ اور اسلام کی قوت و شوکت کا ایک نشان قرار دیا وہاں بعض اخبارات نے اس پر مخالفانہ تبصرے بھی کئے۔ اور یہاں تک لکھا کہ اسلام ڈنمارک میں پاؤں جمانے اور پھیلنے میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔ بعض نے اسے اس لحاظ سے ایک نیک فال قرار دیا کہ مسجد کی موجودگی اور اسلامی تعلیم کی اشاعت سے وہاں کی عیسائی آبادی میں جو جدید رجحانات کے تحت اپنے مذہب سے دن بدن بے تعلق ہوتی اور دہریت کی طرف مائل ہوتی جا رہی ہے خود شناسی کا ایک نیا شعور پیدا ہوگا اور وہ ازسرِنو اپنے آبائی مذہب یعنی عیسائیت میں دلچسپی لینا شروع کر دیں گے اور یہ امر چرچ کے لئے تقویت کا موجب ثابت ہوگا۔ ڈینش اخبارات کے اس قسم کے تبصرے روزنامہ الفضل کی متعدد اشاعتوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان تبصروں سے قطع نظر وہاں کے ایک اخبار نے مسجد کے افتتاح کی خبر اور تصویر شائع کرتے ہوئے بڑی ہوشیاری سے ایک ایسی بات بھی لکھ دی جو نہ صرف خلافِ واقعہ تھی بلکہ اس سے وہاں کے عوام میں اسلام اور اہلِ

اسلام کے خلاف ایک نہایت خطرناک غلط فہمی کا پھیلنا ایک قدرتی امر تھا۔ فی الوقت اخبار مذکور کی پھیلائی ہوئی غلط فہمی اور خدائی تائید و نصرت کے ماتحت اس کی معجزانہ تردید پر روشنی ڈالنا ہی ہمارے مدنظر ہے۔

اخبار مذکور نے غلط فہمی یہ پھیلائی کہ اُس نے مسجد کے افتتاح کی رپورٹ اس انداز سے مرتب کی کہ جس سے یہ اثر پڑے کہ گویا مسلمان خدائے واحد کی نہیں بلکہ نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتے ہیں۔ اسی طرح اُس نے مسجد میں پہلی نماز جمعہ کی جو تصویر شائع کی اُس کے نیچے اس مفہوم کی عبارت درج کی کہ ڈینش مسلمان محمدؐ کی عبادت کرنے میں مصروف ہیں۔ ظاہر ہے یہ بات بالبداہت غلط اور سراسر خلافِ واقعہ ہے۔ خود پڑھے لکھے غیر مسلم بھی اِس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ توحید کی جتنی کامل اور مکمل تعلیم اسلام نے دی ہے اور توحیدِ باری پر جتنا زور اسلام نے دیا ہے نہ کسی اور مذہب میں توحید کو اتنے کامل رنگ میں پیش کیا گیا ہے اور نہ ہی کسی اور مذہب نے اس پر اتنا زور دیا ہے۔ اس کے باوجود اخبار مذکور کا یہ تاثر دینا کہ مسلمان نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتے ہیں انتہائی درجہ کا ظلم تھا اور مقصد اس کا بجز اسکے اور کیا ہو سکتا تھا کہ وہاں کے عیسائی عوام کو اسلام سے بدظن کیا جائے۔

اُس اخبار کی پھیلائی ہوئی اِس خطرناک غلط فہمی کا ازالہ ضروری تھا۔ چنانچہ جب اگلے ہی روز کوپن ہیگن کے بارہ نامی گرامی پادریوں کا ایک نمائندہ وفد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ سے تبادلۂ خیالات کرنے آیا تو حضور نے اُن پادریوں کو توجہ دلائی کہ اُن کے ایک اخبار نے اسلام کے خلاف ایسی خطرناک غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ اِس پر وہ پادری بہت شرمندہ ہوئے اور انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ خود اِس کی تردید شائع کرادیں گے۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے وہاں کی ایک اہلِ علم عیسائی خاتون کے دل میں یہ تحریک فرمائی کہ وہ خود اِس سراسر غلط بات کی تردید کرے۔ چنانچہ اُس نے اُس اخبار کو ایک خط لکھا جس میں اُس نے اِس تأثر کی پُر زور تردید کرتے ہوئے کہ نعوذ باللہ مسلمان خدائے واحد کی نہیں بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پرستش کرتے ہیں اِس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ ایک طرف ہم اِس امر پر فخر کا اظہار کرتے ہیں کہ ہمارا معیارِ تعلیم بہت بلند ہے اور دوسری طرف ہماری لاعلمی کا یہ عالم ہے کہ ہمارا ایک اخبار اسلام کی طرف ایسی بات منسوب کرتا ہے جو سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ یہ غلط بات کوپن ہیگن کے روزنامہ "Politiken" نے اپنے ۲۲ر جولائی کے شمارہ میں شائع

کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرف فرمایا کہ اُس اخبار نے اپنے ۲۶ رجولائی کے پرچہ میں اُس عیسائی خاتون کا مراسلہ شائع کر کے خود ہی اپنی پھیلائی ہوئی غلط فہمی کا ازالہ کر دیا۔ ذیل میں ہم اُس اہلِ علم عیسائی خاتون کے مراسلہ کا اُردو ترجمہ درج کرتے ہیں۔ اخبار مذکور نے مراسلہ درج کرتے ہوئے لکھا:-

"انسپکٹرلیس آف میوزیم انگرولف (Inger Wulff) نے ایک خط ارسال کیا ہے جسے من وعن ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

"مورخہ ۲۲ رجولائی ۱۹۶۷ء بروز ہفتہ کے Politiken میں کوپن ہیگن میں نو تعمیر شدہ مسجد کے افتتاح کی رپورٹ درج کرتے ہوئے یہ لکھا گیا ہے کہ ڈنمارک کے "محمڈنز" مسجد کی افتتاحی تقریب میں شرکت کے لئے کوپن ہیگن میں جمع ہوئے۔ انہوں نے افتتاح کے بعد محمدؐ کی اس حال میں عبادت کی کہ زمین پر بچھے ہوئے کپڑے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں (جاء نمازوں) پر سجدہ کی حالت میں اُن کی ناکیں زمین کو چھو رہی تھیں اور اُن کے سر مکّہ کی سمت اشارہ کر رہے تھے۔ پھر اخبار میں نماز ادا کرنے والی ڈینش خواتین کا جو فوٹو شائع کیا گیا ہے اس کے نیچے یہ عبارت درج کی گئی ہے کہ "ڈنمارک کی خواتین محمدؐ کی عبادت میں مصروف ہیں"

ڈنمارک جیسے ملک میں جہاں اپنے بلند تعلیمی معیار پر کچھ کم فخر نہیں کیا جاتا اسلام کے بنیادی عقائد اور اصولوں سے اتنی خطرناک لاعلمی ناقابلِ قبول ہے۔ مَیں واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ کوئی مسلمان بھی محمّد کی عبادت نہیں کرتا۔ مسلمان تو صرف اور صرف خدائے واحد یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے ایک رسول تھے جن پر خدا کی طرف سے وہ کتاب نازل ہوئی جو قرآن کے نام سے موسوم ہے۔ محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود اِس بات پر بہت

زور دیا تھا کہ وہ دوسروں ہی کی طرح ایک انسان ہیں پس اسلام میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہرگز بھی پرستش نہیں کی جاتی۔ نہ ہی کوئی مسلمان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مخاطب کر کے یہ دعا کرتا ہے کہ وہ خدا سے اس کی سفارش کریں کیونکہ ان کے نزدیک کوئی انسان بھی خدا اور اس کے بندہ کے درمیان واسطہ نہیں بن سکتا۔ اسلام کے پیرو "محمڈنز" کی بجائے "مسلمان" کہلانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ اس بات کو بھی ناپسند کرتے ہیں کہ ان کے مذہب کو "محمڈن ازم" کے نام سے پکارا جائے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ اس قسم کی اصطلاحیں اس امر کی آئینہ دار سمجھی جا سکتی ہیں کہ گویا مسلمان محمدؐ کی عبادت کرتے ہیں۔ "Politiken" میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا یہ اندیشہ بالکل درست ہے۔

عیسائیت کے بعد اسلام دنیا کا دوسرا عظیم ترین مذہب ہے۔ دنیا میں اس کے پیروؤں کی تعداد ۶۰ کروڑ ہے۔ اسلام نہ صرف عرب ممالک میں بہت بڑی اور غالب اکثریت کا مذہب ہے بلکہ ایران، وسطی ایشیا، افغانستان، پاکستان، ملائیشیا، انڈونیشیا اور افریقہ کے بڑے بڑے علاقوں میں بھی اسے مسلمہ طور پر غلبہ حاصل ہے۔ مزید برآں افریقہ کے بعض دوسرے علاقوں، ممالکِ بلقان اور ہندوستان وغیرہ میں مسلمانوں کی بڑی بڑی اقلیتیں پائی جاتی ہیں۔ ان ممالک کا ذکر مثال کے طور پر کیا گیا ہے ورنہ اور بھی بہت سے ملک ایسے ہیں جن میں مسلمانوں کی قابلِ ذکر

اقلیتیں موجود ہیں جیسے فلپائن کے جنوبی علاقوں میں آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ مجھے علم الاقوام کے ایک ماہر کی حیثیت سے وہاں کے مسلمانوں کے ایک گروپ کے درمیان ایک سال سے زائد عرصہ رہنے کا اتفاق ہوا تھا۔ یہ لوگ وہاں اس حال میں زندگی بسر کر رہے ہیں کہ انکا آس پاس کی دنیا سے بہت کم رابطہ قائم ہے اس لئے یہ لوگ خود اپنے مذہب کے بارہ میں بہت حد تک غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔ بایں ہمہ خود ان کے اور دنیا کے باقی تمام مسلمانوں کے نزدیک اسلام کی بنیادی صداقت یہی ہے کہ خدا ایک ہی ہے اور اس کی توحید پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان میں سے کوئی ایک مسلمان بھی محمدّ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

(Politiken 26th July 1967)

اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کا یہ کتنا مہتم بالشان نشان ہے کہ ڈنمارک کے ایک عیسائی اخبار نے وہاں کے عوام کو بدظن کرنے کے لئے اسلام کے خلاف جو غلط فہمی پھیلائی تھی اُس نے خود وہاں کی ایک اہلِ علم عیسائی خاتون سے اُس کی تردید کرائی اور پھر اس تردید کو اُسی اخبار میں شائع بھی کرا دیا جو اس غلط فہمی کو پھیلانے کا ذمہ دار تھا۔ اس طرح تین چار روز کے اندر اندر ہی اُس غلط فہمی کا ازالہ ہو گیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے وہاں کے عوام کے دلوں پر ایسا تصرف کیا کہ مسجد کے افتتاح کے نتیجہ میں اسلام میں اُن کی دلچسپی بڑھتی چلی گئی اور وہ جوق در جوق مسجد دیکھنے اور اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے آنے لگے۔ افتتاح والے روز تو رات کے ایک بجے تک زائرین کا تانتا بندھا رہا اور لوگ اپنے کیمروں سے بڑے شوق سے رات مسجد کی تصویریں اُتارتے رہے۔ اس کے بعد بھی لوگ بکثرت مشن ہاؤس آ آکر اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرتے رہے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ بعد کی اطلاع مظہر ہے کہ وہاں کے کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھنے والے ایک عیسائی نے اسلام قبول کر لیا

ہے۔ ڈنمارک کا یہ پہلا کیتھولک عیسائی ہے جسے اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے اس سے قبل جو ڈینش مسلمان ہوئے تھے وہ دوسرے فرقوں سے تعلق رکھتے تھے اور کیتھولک عیسائیوں میں سے کسی نے اسلام قبول نہ کیا تھا۔ بہرحال وہاں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نتیجہ میں اسلام کے حق میں ایک رَو چل پڑی ہے جو جلد یا بدیر اسلام کو وہاں غالب کرنے پر منتج ہوئے بغیر نہ رہے گی۔

مسجد کے افتتاح، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی تقاریر، پریس کانفرنس نیز ریڈیو اور ٹیلیویژن انٹرویوز کے نتیجہ میں وہاں اسلام کا جو غیر معمولی چرچا ہوا ہے اور اسلام کے حق میں جو ایک نئی رَو چل پڑی ہے اس سے گھبرا کر وہاں کے چرچ نے صورتِ حال کا جائزہ لینے اور اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ کو روکنے کی تدابیر سوچنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کر دی ہے جو ایک یا دو ماہ تک اپنی رپورٹ پیش کر دے گی۔ چرچ کا نامی گرامی پادریوں کی کمیٹی مقرر کرنا اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ حضور ایدہ اللہ کے وہاں تشریف لے جانے اور کلمۂ حق بلند کرنے کے نتیجہ میں اسلام کا اِس قدر وسیع پیمانہ پر چرچا ہوا ہے کہ ڈینش چرچ گھبرا اٹھا ہے اور وہاں کے عیسائی حلقوں میں اضطراب کی ایک لہر دَوڑ گئی ہے۔ چرچ خواہ کتنی ہی تگ و دَو کرے اور اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر کو ختم کرنے کے لئے کتنے ہی منصوبے بنائے وہ اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خدائی تقدیر کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ اللہ تعالےٰ کی تقدیر اور اس کا فیصلہ ہے کہ اب اسلام دنیا میں غالب آئے گا اِسی لئے اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر جماعت احمدیہ کو قائم فرمایا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اسلام کے موعودہ غلبہ کے ظاہر ہونے میں مزاحم نہیں ہو سکتی۔ وہ دن دُور نہیں ہے جب ڈنمارک میں بھی ہر طرف اسلام ہی اسلام ہو گا اور دنیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اِس پیشگوئی کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ لے گی:۔

"اب وہ دن نزدیک آتے ہیں جو سچائی کا آفتاب مغرب سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہو گا۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور جو نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے

ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہو گا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اُس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔"

(اشتہار ۱۴ر جنوری ۱۸۹۷ء)

بڑے بڑے حوادث کا ظہور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"افسوس ہے بڑے بڑے حوادث روز ہو رہے ہیں مگر لوگ ہیں کہ توجہ نہیں کرتے پرواہ نہیں کرتے۔ حضرت موسیٰؑ کے کافر ہی اچھے تھے کہ جب اُن پر عذاب نازل ہوتے تھے تب تو توجہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر یہ ٹل جاوے تو مان لیں گے۔ مگر آجکل کے کافر اُن سے بھی سخت جان ہیں کہ نت نئے عذاب آتے ہیں، نئی نئی صورت میں خدا کا قہر نازل ہوتا ہے مگر یہ ہیں کہ کان پر جوں نہیں چلتی۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۲۵۳)

بچّوں کا صفحہ

گنّوں کی دعوت

ہم بچّوں کو گنّوں کی دعوت کا ایک بہت پُر لطف قصہ سُناتے ہیں۔ یہ قصہ نہیں بلکہ بالکل سچّا واقعہ ہے۔

ہاں تو آج سے قریباً ۶۰ سال پہلے کی بات ہے کہ ایک غریب کسان تھا۔ اس کا نام تھا منگو۔ وہ قادیان کے قریب موضع بھینی کا رہنے والا تھا۔ ۱۰؍مارچ ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سَیر کرکے واپس تشریف لا رہے تھے۔ بعض اصحاب بھی حضورؑ کے ساتھ تھے۔ منگو کو کیا سُوجھی ایکا ایکی کھیت میں سے نکل اور سامنے سے آ حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ ادب سے سلام کیا اور مصافحہ کا شرف حاصل کرنے کے بعد عرض کیا کہ حضورؑ تھوڑی دیر ٹھہر جاویں مَیں کچھ گنّے نذر کرنا چاہتا ہوں۔ حضورؑ نے فرمایا "کچھ ضرورت نہیں، تمہیں ثواب ہوگیا، اب تکلیف نہ کرو۔" مگر وہ نہ مانا اور پھر اصرار کے رنگ میں اپنی درخواست دُہرا دی۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا "اچھا میاں شادی خاں کو دید و وہ ہمارے واسطے لے آئیں گے۔"

منگو نے بھی دل میں ٹھان رکھی تھی کہ وہ آج حضورؑ کی خدمت میں گنّے پیش کرنے کی سعادت ضرور حاصل کرے گا۔ اُس نے بڑی عاجزی سے عرض کیا کہ نہیں حضور ٹھہر ہی جاویں، اور حضورؑ کے سارے ساتھی بھی گنّوں کی دعوت قبول کریں۔ یہ کہہ کر وہ بے اختیار حضورؑ سے لپٹ گیا اور ہاتھ پکڑ کر حضورؑ کو اپنے کھیت میں لے جانے لگا۔ حضورؑ نے تبسّم فرمایا اور خوشی سے اُس کے ساتھ چل پڑے۔ حضورؑ اُس کے کھیت میں تشریف لے گئے۔ منگو خوشی سے پُھولے نہ سماتا تھا۔ بھاگا بھاگا گیا اور گنّے لا لا کر وہاں ڈھیر لگا دیا۔ حضورؑ تبسّم فرماتے ہوئے چند منٹ اس کے کھیت میں ٹہلتے رہے حضورؑ کے ساتھیوں نے ایک ایک دو دو گنّے ڈھیر میں سے اُٹھا لئے۔

چلنے سے پہلے حضورؑ نے نہایت لُطف اور مہربانی سے اُس غریب کسان کو بُلا کر اُس کا نام وغیرہ دریافت کیا اور اس کے صدق اور خلوص و محبّت سے متاثر ہو کر مسکراتے

ہوتے وہاں سے رخصت ہوئے حضورؑ بہت لطف اور شفقت کے ساتھ اس سے پیش آئے۔

جہاں یہ واقعہ حضور علیہ السلام کے اخلاق حمیدہ کا ایک دل موہ لینے والا نمونہ ہے وہاں منگو کے اخلاص و محبت اور جذبۂ عشق کا بھی آئینہ دار ہے۔ کیا ہی خوش قسمت تھا منگو کہ اُسے حضور علیہ السلام اور حضورؑ کے اصحاب کی دعوت کرنے کا شرف حاصل ہوا اور حضورؑ نے بھی ازراہِ شفقت اُس کے کھیت میں تشریف لے جاکر اپنے مبارک قدموں سے برکت بخشی۔ یہ سب ثمرہ تھا اُس کے خلوص و محبت اور جذبۂ عشق کا۔

جب تک انسان میں خلوص اور محبت نہ ہو اُس وقت تک اسے اللہ تعالیٰ کی جناب سے انعام نہیں ملتا۔ (بحوالہ ملفوظات جلد دہم صـ۱۶۰)

دستِ اسلام کو درازی بخش

(سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

دستِ کوتہ کو پھر درازی بخش
خاکساروں کو سرفرازی بخش

بیعت لُوں تیرے واسطے سب دل
وہ ادا ہائے جاں نوازی بخش

پانی کر دے علومِ قرآں کو
گاؤں گاؤں میں ایک رازی بخش

بُتِ مغرب ہے ناز پر مائل
اپنے بندوں کو بے نیازی بخش

جُھوٹ کو چاروں شانے چت کر دیں
مومنوں کو وہ راستبازی بخش

کُفر کی چیرہ دستیوں کو مٹا
دستِ اسلام کو درازی بخش

سیّد الانبیاء کی اُمّت کو
جو ہوں غازی بھی وہ نمازی بخش

(کلامِ محمود)

اہم مرکزی اعلانات

مختلف مقامات پر انصار اللہ کے اجتماعات

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے امسال مجلس کو متعدد مقامات پر انصار اللہ کے کامیاب اجتماعات منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس طرح پروگرام کا وہ حصہ جو اجتماعات سے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظور فرمایا تھا ایک حد تک پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ ابھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اجتماعات کا یہ سلسلہ جاری ہے اور عہدیداران کے تعاون سے ماہِ ستمبر کے آخر اور ماہِ اکتوبر کے شروع میں کئی مقامات پر انصار اللہ کے اجتماعات ہو رہے ہیں جن میں شمولیت کے لئے مرکز سے بھی نمائندے تشریف لے جائیں گے، انشاء اللہ۔

احباب سے گزارش ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہو کر ان اجتماعات کی برکات سے فائدہ اُٹھائیں۔

تاریخ	اجتماع	مقام	مرکزی نمائندگان / علماء کرام
۲۰ و ۲۱ ستمبر ۱۹۶۷ء	مشرقی پاکستان	سُندربن	مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری۔ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۲۲ ستمبر ۱۹۶۷ء	مجالس انصار اللہ ضلع گوجرانوالہ	حافظ آباد	مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف
۲۳ و ۲۴ ستمبر ۱۹۶۷ء	〃 ضلع ساہیوال	ساہیوال	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب۔ مکرم مولوی دوست محمد صاحب
۲۴ ستمبر ۱۹۶۷ء	〃 〃 شیخوپورہ	شیخوپورہ	مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب۔ مکرم مولوی احمد خاں صاحب نسیم
〃 〃	〃 〃 سیالکوٹ	نارووال	مکرم سید احمد علی شاہ صاحب۔ مکرم مولوی اشرف ممتاز صاحب۔ مکرم خواجہ محمد امین صاحب۔
۲۹ ستمبر ۱۹۶۷ء	〃 〃 سرگودھا	ادرحمہ	مکرم مولوی احمد خان صاحب نسیم۔ مکرم گیانی واحد حسین صاحب۔ مکرم مولوی عزیز الرحمن صاحب۔
یکم اکتوبر ۱۹۶۷ء	مجالس انصار اللہ سیالکوٹ		مکرم مولوی محمد شفیع صاحب اشرف۔ مکرم پروفیسر بشارت الرحمن صاحب
۱۳ و ۱۴ و ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۷ء	مجالس انصار اللہ ضلع نواب شاہ	رحمان آباد باندھی	〃 〃 〃 〃

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

مشرقی پاکستان میں انصار اللہ کے اجتماعات

گیارہ ستمبر ۱۹۶۷ء سے مشرقی پاکستان میں انصار اللہ کے اجتماعات کا آغاز ہو چکا ہے۔ علاوہ دیگر علماء کے مرکز کی طرف سے بھی مکرم جناب قاضی محمد نذیر صاحب اور مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب تشریف لے گئے ہیں اور پروگرام کے مطابق اِن اجتماعات میں شمولیت فرما رہے ہیں انصار اللہ کے اراکین سے خاص طور پر اور باقی احباب جماعت سے عام طور پر درخواست ہے کہ وہ اِن اجتماعات میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہو کر ضرور فائدہ اُٹھائیں۔

چٹاگانگ، برہمن بڑیہ اور ڈھاکہ کے مقامات پر یہ اجتماعات منعقد ہو چکے ہیں۔ سُندربن اور احمد نگر کے مقامات پر علی الترتیب ۲۰ و ۲۱ ستمبر اور ۲۹ ستمبر کو اجتماعات ہو رہے ہیں دوست فائدہ اُٹھائیں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

امتحان اطفال برائے وظائف

نصاب :-

۱- بچوں کے لئے تاریخ احمدیت مؤلفہ مکرم شیخ خورشید احمد صاحب۔

۲- دس اشعار "ہر طرف فکر کو دَوڑا کے تھکایا ہم نے"

۳- آخری پانچ سورتیں زبانی۔

۴- انٹرویو برائے معلوماتِ عامہ متعلق اسلام و احمدیت۔

یہ امتحان اجتماع خدام الاحمدیہ کے دَوران ہوگا۔ دو وظائف ہوں گے۔ اوّل کو سال بھر کی پُوری فیس سکول ملے گی اور دوم کو سال بھر کی نصف فیس۔ زعماء کرام مہربانی فرما کر اطفال کو مطلع فرما دیں تا زیادہ سے زیادہ تعداد میں اطفال شامل مقابلہ ہوں۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

مصائب رفع درجات کے واسطے ہوتے ہیں

جو صبر کرتا ہے اس کو بالآخر اجر ملتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

''یہ ایک ضروری نصیحت ہے اور اس کو یاد رکھو کہ اگر کوئی شخص مصیبت زدہ ہو تو اسے ڈرنا چاہئیے کہ ایسا نہ ہو کہ اس سے بڑھ کر اس پر کوئی مصیبت گرے کیونکہ دنیا دارالمصائب ہے اور اس میں غافل ہو کر بیٹھنا اچھا نہیں - اکثر مصائب متنبہ کرنے کے واسطے آتے ہیں - ابتداء میں اس کی صورت خفیف ہوتی ہے - انسان اس کو مصیبت نہیں سمجھتا - پھر وہ بیتاب کرنے والی مصیبت ہو جاتی ہے - دیکھو اگر کسی کو آہستگی سے دبایا جائے تو اس کے بدن کو آرام پہنچتا ہے - وہی ہاتھ زور سے مارا جائے تو موجب دکھ ہو جاتا ہے - ایک مصیبت سخت ہوتی ہے جو وبال جان بن جاتی ہے - قرآن شریف نے ہر دو مصائب کا ذکر کر دیا ہے -

مصائب رفع درجات کے واسطے ہوتے ہیں - حضرت ابراہیمؑ اس بات پر روتے دھوتے نہ رہے کہ خداتعالی نے مجھ سے بیٹا مانگا ہے - بلکہ انہوں نے اس بات پر خداتعالی کا شکر کیا کہ ایک خدمت کا موقع ملا ہے - لڑکے کی ماں نے بھی رضامندی دی اور لڑکا بھی اس پر راضی ہؤا -

ذکر ہے کہ ایک دفعہ ایک مسجد کا مینار گر گیا تو شاہ وقت نے سجدہ کیا کہ خدا تعالی نے مجھے اس خدمت میں حصہ لینے کا موقع دیا ہے جو بزرگ بادشاہوں نے اس مسجد کے بناء کرنے میں حاصل کی تھی -

وقت تو بہر حال گزر جاتا ہے - گوشت پلاؤ کھانے والے بھی آخر مر جاتے ہیں - لیکن جو شخص تلخیاں دیکھ کر صبر کرتا ہے اس کو بالآخر اجر ملتا ہے - ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کی اس بات پر شہادت ہے کہ صبر کا اجر ضرور ہے ،،

(ملفوظات جلد دھم صفحہ ۸۸، ۸۹)

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا